

ہشت محفل

حضرت شاہ ابوالعالی رحمۃ اللہ علیہ کے غیر مطبوعہ اور نہایت مضمون کی اہمیت اولین

ترتیب تالیف
سید محمد باقر بن شاہ ابوالعالی

تحقیق و ترجمہ
دکٹر ظہیر الدین احمد



اسلامک — فاؤنڈیشن

۲۴۹ این — سمن آباد — لاہور





مختار

أحوال آثار شاه أبوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ

ہشت محفل

حضرت شاہ ابوالعالی رحمۃ اللہ علیہ کے غیر مطبوعہ نایاب ملفوظات کی جمعیت اولین

ترتیب تالیف

سید محمد باقر بن شاہ ابوالعالی

تحقیق و ترجمہ

دکٹر ظہور الدین شاہ احمد

اسلامک بک فاؤنڈیشن

مؤسسہ انتشارات اسلامی

۲۴۹ - این سمن آباد ○ لاہور

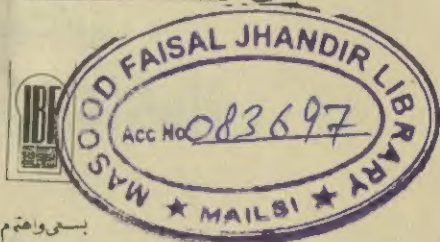


فون ۴۱۵۲۴۶

سلسلہ مطبوعات نمبر: ۲۲
مجموعہ حقوق بحق اسلامک بک فاؤنڈیشن محفوظ ہیں

○

ناشر _____ اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور
طالب _____ مکتبہ جدید پریس، لاہور
تقسیم کار _____ المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور
سال اشاعت _____ سنہ ۱۴۰۰ھ ○ سنہ ۱۹۸۰ء
تعداد _____ ایک ہزار
قیمت _____ مجلد :- ۱۸/- روپے



بسی واہتم:

محمد ارشد قریشی

ایم اے (اقتصادیات) ایم اے (علوم اسلامیات)

اعزازی ڈائریکٹر: اسلامک بک فاؤنڈیشن

لاہور ○ فون: ۳۱۵۲۶۰



TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

واحد تقسیم کار: "المعارف" گنج بخش روڈ، لاہور

تہ تیپ

- پیش لفظ - - - - - ۷
- احوال و آثار شاہ ابوالعالیؒ - - - ۹
- ہشت محفل (فارسی متن) - - - ۴۹
- ہشت محفل (اردو ترجمہ) - - - ۷۹
- اشاریہ - - - - - ۱۱۷



پیش لفظ

یہ رسالہ شاہ ابوالعالیٰ کی زندگی کے آٹھ دنوں یا آٹھ مہینوں کی روداد ہے جو ان کے بیٹے سید محمد باقر نے مرتب کی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری مجموعہ شیرانی میں شمارہ ۷۷۴۰ پر اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ اس کے پہلے ایک دو ورق کم ہیں۔ اس لیے متعین نہیں ہو سکا کہ اس میں کس سال کے رمضان کی آٹھ مہینوں کا ذکر ہے۔ مذکورہ نسخہ ۱۸۸۵ء کا لکھا ہوا ہے اور کافی کرم خوردہ ہے۔ خط رواں نستعلیق ہے۔ بعض جگہ کتابت کی غلطیاں ہیں۔ اب زدہ ہونے کی وجہ سے داغ آلود ہے۔ ہر صفحے میں ۱۷ سطریں ہیں اور ہر سطر میں تقریباً ۱۰ لفظ۔ ابھی تک اس کے کسی دوسرے نسخے کا سراغ نہیں ملا۔

اس کتابچے کی یادداشتوں کو ملفوظات ابوالعالیٰ کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ یادداشتوں کے مرتب ان کے فرزند محمد باقر ہیں جو شاہ صاحب کو بہت عزیز تھے۔ چنانچہ انہی ملفوظات میں ان کے باپ سے یہ شعر ملتا ہے۔

بود معمور منیعین لایزال محمد باقر ابن ابوالعالی !

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

”سید محمد باقر فرزند مقبول الیثا نست ورعایتی خاص ہمدی دارند“

ان کی طرز نگارش سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں استعداد موجود تھی۔ تبھی تو وہ اپنے والد محترم کی

مفہولوں میں حاضر رہتے تھے اور ان کے ارشادات سے فیض یاب ہوتے تھے۔

ان ملفوظات سے شاہ ابوالمعالیؒ کے علم و فضل و ذوق شعر اور کمالات بمعنوی پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ اکثر مصاحبین اور شُرکائے محفل کے سامنے اپنے مرشدِ عالی حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانیؒ کی تعلیمات کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے فرمودات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں حضرت غوث الثقلینؒ نے اپنی وفات کے قریب اپنے فرزند ارجمند سید عبدالوہاب کو جو نصیحت کی وہ توحید و توکل اور استعانت باللہ کے بلند مقام کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

مولف کا بیان ہے کہ شاہ صاحب اپنے نورِ باطن سے حاضر و غائب کے دل کی بات معلوم کر لیتے ہیں۔ وہ متباب الدعوات تھے۔ کتاب میں مذکورہ واقعات سے ظاہر ہے کہ اگر انہوں نے کسی کے حق میں دعا کی تو وہ مقبول ہوئی۔ ان کی پیش گوئیاں بھی سچ ثابت ہوتی تھیں۔

ان ملفوظات کا علمی پہلو بھی اہم ہے۔ مولف نے معرفت و حقیقت کے بعض نکات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ایک محفل میں سلسلہ قادریہ میں مرید ہونے کے آداب بیان کیے ہیں اور ساتھ ہی مرید بنانے کے سلسلے میں مرشد پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اگرچہ یہ مختصر رسالہ ہے لیکن اس میں ظاہر و باطن کو بنانے اور سنوارنے کے لیے بہت سی مفید باتیں ہیں۔ اس لیے ہم نے متن کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا ہے تاکہ خواہم بھی مستفید ہو سکیں۔

اسلامک بک فاؤنڈیشن نے پنجاب کے صوفیہ اور صوفی ادب پر مستند علمی اور تحقیقی کتابوں کی اشاعت کا جو متمم بائشان کام شروع کیا ہے، ہشت محفل کی اشاعت بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اُمید ہے دینی اور علمی حلقے فاؤنڈیشن کی سابقہ کتابوں کی طرح اس کاوش کو بھی پھیلائی بخشیں گے۔

ڈاکٹر ظہور الدین احمد

أحوال وآثار

شهادة أبو المصطفى

مرتب
دكتور ظهیر الدین احمد

ابوالمعالی

شاہ ابوالمعالیؒ نے اپنے نام کے متعلق خود لکھا ہے :

پیر نام ابوالمعالی کرد۔

معاصر تذکروں میں یعنی اخبار الانبیاء مؤلفہ عبدالحق محدث دہلویؒ اور منتخب التواریخ مؤلفہ عبدالقادر بایونیؒ میں بھی یہی نام لکھا ہے۔ متاخرین تذکرہ نگاروں مثلاً غلام سرور مؤلف حدیقۃ الاولیاء نے خیر الدین ابوالمعالیؒ لکھا ہے۔ متاخرین ان کو کرمانی لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کرمان کے صبیح النصب سادات میں سے تھے۔ لیکن عبدالقادر بایونیؒ نے لکھا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد عرب سے آئے تھے۔ یہ صحیح ہے لیکن وہ عرب چھوڑ کر یہاں ہندوستان نہیں آگئے تھے۔ بلکہ کرمان میں مقیم ہو گئے تھے اور بعد میں سندھ کے آغاز میں ان میں سے میر فیض اللہ بایق اور سید مبارک ایچ کے قریب قصبہ داؤد نیال میں مکان بنا کر رہنے لگے۔ بقول بایونیؒ وہ نواحی طمان کے قصبہ سیت پور میں آباد ہو گئے بعض سوانح نگاروں نے سیت پور کو غلط پڑھ کر ہدیت پور لکھا ہے۔ شاہ ابوالمعالیؒ کے والد کا نام سید رحمت اللہ تھا۔ ان کے دو چچا تھے۔ سید داؤد اور سید جلال الدین۔ ان میں سے سید داؤد اپنی صلاحیت ریاضت اور توفیق خداوندی سے اپنے وقت کے عالی مرتبہ اور صاحب کشف و کرامت بزرگ شمار ہوئے۔ سید داؤد کے والد سید فتح اللہ ان کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے اور ان کے بڑے بھائی سید رحمت اللہ یعنی ابوالمعالیؒ کے والد نے ان کی پرورش و تربیت کی تھی یہ لوگ سیت پور سے چونی یا چوئیاں ضلع لاہور میں آئے۔ پھر دیال پور کے قریب قصبہ

سے مقامات داؤدی، عبدالہال، روڈ، گراف پنجاب یونیورسٹی لاہور میں رہے۔

۱۔ گلاب رابر مؤلفہ محمد رفیق، مرتبہ ۱۰۱۴ھ۔ ۱۳۰ھ میں سید داؤد کے والد کا نام شیخ فیض اللہ لکھا ہے جو غلط ہے۔

(تذکار رابر، ترجمہ گلاب رابر، ص ۲) (تذکار التواریخ، مکتبہ، ج ۲، ص ۲۳)

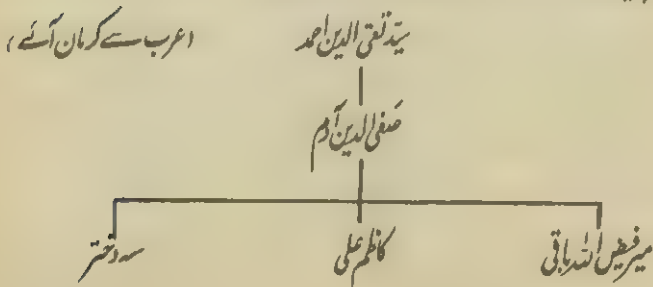
شیرگرٹھ میں جلبے۔ مقامات داؤدی میں ذکر ہے کہ سید فتح اللہ داؤد جالی سے اٹھ کر تنگہ (ضلع ساہیوال) میں آگئے۔ سید داؤد کا نزار شیرگرٹھ میں ہے اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ تذکروں میں سید داؤد کو جہنی وال لکھا ہے۔ اصل میں یہ چہنی وال ہے یعنی چونی وال۔ بعض سوانح نگاروں نے جہنی وال کو ہی ایک جگہ سمجھ لیا ہے۔

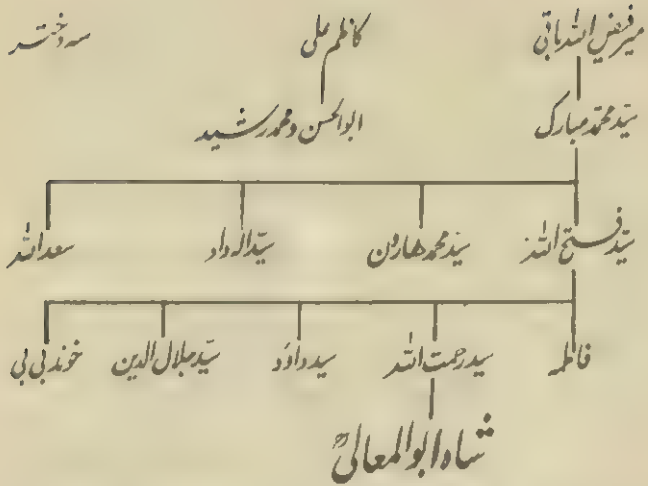
شاہ ابوالمعالی شیرگرٹھ میں ۹۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بلالونی نے ابوالمعالی حق پرست اور گدائے شیخ داؤد تاربخ ولادت نکال ہے۔ بادشاہ نامہ عبدالحمید لاہوری مطبوعہ کلکتہ، جلد اول، حصہ دوم، صفحہ ۳۳۶، ۳۳۷ پر شاہ ابوالمعالی کے مغلن لکھا ہے کہ "مولد و منشا از قصبہ بھیرہ است از پرگنات دارالسلطنت لاہور در خدمت میاں میر ترک و تجرید اختیار نمودہ۔ سید عبداللطیف مصنف تاربخ لاہور نے اسی تاربخ کے حوالے سے شاہ ابوالمعالی کی جائے ولادت بھیرہ لکھی ہے جو غلط ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور ابوالمعالی ہوں گے۔ کیونکہ عبدالحمید لاہوری ۹۶۰ھ میں وفات پا گئے اور انہوں نے شاہ ابوالمعالی کے مغلن لکھا ہے کہ :

از اہل و عیال گسیختہ اکنون لشغلی کہ ازاں را نوروی بیدامی یقین غرا گرفتہ مشغول است۔"

گویا تالیف بادشاہ نامہ کے وقت ابوالمعالی زندہ تھے۔ حالانکہ شاہ ابوالمعالی ۱۰۲۲ھ میں وفات پا چکے تھے۔

پانچویں پشت تک شاہ ابوالمعالی کا نسب نامہ یوں ہے :





شاہ ابوالمعالیؒ نے شیرگڑھ ہی میں اپنے والد اور چچا سے تعلیم و تربیت حاصل کی اور اپنے چچا سید داؤد کے زیر ہدایت روحانیت کے مقامات طے کیے۔ انہوں نے شاہ ابوالمعالیؒ کو اپنے ایک مرید نامہ شیخ عبدالوہاب کے سپرد بھی کیا تاکہ وہ ان کو صوفیہ کے آداب سلوک طریقت سکھائیں۔ انہوں نے خوب ریاضت کی۔ وہ صوم وصال صبر میں گذارتے۔ نیلوفر کے سبز پتے کھا کر روزہ افطار کرتے اور اکثر روزہ ملی اربعین تک پہنچاتے۔ اس طرح وہ مرشد کی نظر میں مقبول ہوئے اور ۹۵۰ھ میں ان کی وفات پر ان کے خلیفہ نامزد ہوئے۔ تحفہ معالیہ میں لکھا ہے کہ وہ انتیس سال تک وہیں رہے۔ پھر اپنے پیر کے روحانی ارشاد پر خلافت ان کے بیٹے شیخ عبد اللہ کے حوالے کی اور خود ۱۰۰۰ھ یعنی ۱۵ سال کی عمر میں لاہور روانہ ہوئے اور ۱۰۲۴ھ یعنی ۲۵ سال وفات تک یہیں میں قیام رہے۔ مقامات داؤدی مولفہ ۱۰۵۶ھ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ۱۰۵۰ھ سے لاہور میں متعل سکونت اختیار کر لی لیکن اس تاریخ سے پہلے بھی لاہور میں ان کی موجودگی کی اطلاع ملتی ہے انہوں

۱۔ مقامات داؤدی، پنجاب یونیورسٹی رولڈ کران مس ۱۱۳

۲۔ ایضاً ۲۶۶

۳۔ تحفہ معالیہ ۱۳۱

نے شیخ مبارک کی وفات پر فیضی کو تعزیتی نامہ لکھا اور اپنی معذوری کا عذر کر کے اپنے بیٹے محمد صادق کو ناتح کے لیے بھیجا۔ وہ خط یہ ہے :

"بسی در خود دلائق بود کہ بدل افکار و چشم اشکبار انکسار ہم پائی در اندوہ خرقہ
جدائی بسرعت واضطراب بجا آورده می شد و از جبت عذری کہ بود از دریا فست
سعادت حضور ماند العذر عند الکیم معذور و مقبول و مامل است و فرزند ارجمند
محمد صادق از برای ابلاغ ناتح مفتح الابواب قربت و دعای مزید حیات بوانی بحضرت
متوجہ گشت تا بشرط ملازمت انشرف یافتہ دریں حادثہ خون انگیزہ واقعہ درد آمیز
بملازمان ہم رنگی و ہم آہنگی فقرار باز نمایند

خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ جب وہ شیرگرٹھ سے لاہور آ رہے تھے تو انہوں نے راستے
میں کئی مقامات پر کنوئیں تالاب اور باغ بنائے جو شاہ ابوالمعالیؒ کی جھوک مشہور ہوئے۔ یہ معاصر اور
قریب العصر تاریخوں میں ان عمارتوں کا کوئی ذکر نہیں۔

کنوئیں، باغ اور تالاب بنانے میں کافی دقت، محنت اور دولت چاہیے۔ ایک درویش
بے نواسے کہاں توقع رکھی جاسکتی ہے اور پھر کنوئیں، تالاب اور باغ کو جھوک کیسے کہا جاسکتا
ہے۔ جھوک گاؤں یا ڈیرہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ضلع ملتان میں اب بھی کئی گاؤں جھوک کے نام سے مشہور
ہیں مثلاً جھوک حاجی، جھوک صالح۔

شیرگرٹھ چھوڑنے سے پہلے وہ ایک مرتبہ چلی گئے تھے۔ وہ ایک مرتبہ ٹھٹھہ بھی گئے تھے،
جہاں بابا شاہ غریب نواز سی سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔

۱۔ مقامات داؤدی ص ۲۸۶

۲۔ خزینۃ الاصفیاء غلام سرور، ج ۱، ص ۱۳۹، منہ

۳۔ ڈسٹرکٹ سنسر رپورٹ ۱۹۶۰ء، ملتان، ص ۸۴ - ۷

۴۔ مقامات داؤدی ص ۲۸۶

ہشت مغل یعنی ملفوظات شاہ ابوالمعالی مرتبہ تہ محو باقر کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کی فقیری درویشی، پاک بینی اور دریدہ دہی کے بہت چمپے ہوتے۔ چنانچہ لوگ دور دراز سے فیض پانے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کے سر پر بنتے۔

شیخ عبدالحق اور شاہ ابوالمعالیؒ

شیخ عبدالحق دہلوی جو خود عالم مفسر محدث شاعر اور صوفی تھے۔ شاہ ابوالمعالیؒ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک جگہ ان کے متعلق لکھا ہے :

”اسد الدین شاہ ابوالمعالیؒ کو پیشہ جلالت و سرنگ ایران قدرت و اکن والمان اکامہ و عاشقان درگاہ قادریراست“
 اخبار الانبیاء میں لکھتے ہیں :

”ابوالمعالی بغایت مناسبت عالی قدرہ تعالیٰ وارد و ریاضت و مجاہدہ یکشد و قبولی تمام یافتہ و حسن مقال نصیب صحت حال ساختہ اشتیاق ملازمت او بیاراست انشاء اللہ میرگر“

انہوں نے شاہ ابوالمعالیؒ کی خدمت میں جو منظوم رقعہ لکھا ہے اس سے ان کی عقیدت و شیفگی کا علم ہوتا ہے۔ یہ نظم بھی محفوظ رکھنے کے قابل ہے۔

”رقعہ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ بہ جناب ہدایت و ارشاد آب زبۃ الوصلین قدوة السالکین حضرت شاہ ابوالمعالی قدس سرہ العزیز انیس“

اے باد صبا بہ نیک فال روبرو در شاہ ابوالمعالیؒ

لے شرح فتح الغیب، نو بخشور ۱۲۴۴ء، ۱۲۵۵ء

لے اخبار الانبیاء، ج ۱، ۱۲۳۵ء

لے - کتابات، دہلی، مخطوطہ مس ۱۲۵، ۱۲۶

آن شاه سر بر علم و عرفان
 بر حجاب عارفان آگاه
 گر زانکه ره مجال یابی
 از بنده بومی دعا رسائی
 خم از حدیث اشتیاقی
 گوشه تو از حد فرو نستی
 مشتاق جمال تست حتی
 عمریت که با تو ای یگانه
 همواره در انتظار آنم
 در سخت مدد کند بیایم
 تن اگر چه از خدمت تو دور است
 این نسبت ماکوست جانی
 تشنه لبان یک ز لایم
 ماره روان یک دیاریم
 افتاده بنماک یک جنایم
 آشفته ز ذوق یک نوایم
 خمیازه کشان یک غمناکیم
 فیهات من گدا که باشم
 با تو که بسجای خواجبه باشی
 یک خواجبه و صد هزار بنده
 یک شاگرد و صد هزار مفتون
 سر حلقه اهل ذوق و جودان
 مقبول ازل عزیز درگاه
 ره در حسیم وصال یابی
 با هر ادبی که می توانی
 من بعد شکایت الفراق
 از حیل گفت و گو برن است
 جویان جمال تست حتی
 می بازم عشق غائبانه
 ناقصه ذوق بر تو خوانم
 چشمم بجمال تو کشایم
 جان که همیشه در حضور است
 سر رشته کجاست هم تو دانی
 نظار گیان یک تمنایم
 دل داده عشق یک نگاریم
 سرست ز بومی یک شرابیم
 هر چند تو شاه ما گدایم
 دل سوختگان یک شرابیم
 لاف زخم که خواجبه باشم
 چهل لاف زخم از خواجبه باشی
 یک شاه و صد هزار سر فلکند
 یک لیلی و صد هزار مجنون

از تیرنگاہ ہر یکی ریش	یک حسن نگارگی ز حد بیش
از راہ شکستگی فدا دہ	برسوی دل از دست ملوہ
بر روی مراد در کشاید	تا سوی کہ چشم بر کشاید
بر طور کہ ہستیم از ان اویم	ہر چند بلند و افند و نیم
ہر چند بدست نفس اسیریم	نگارگی جمال پریم
در بحر ولای دوست غرقیم	آلودہ ز پای تا بغیر نسیم
وزرہ رواں بادہ عشق	ارغم نیکان بادہ عشق
بہر جانب یافتہ ز گاہی	داریم امید آنکہ گاہی
بر ما بستیزہ بر نخیزد	یک جرمہ بجا کہ ما بریزد
جان و دل من فلای ایشان	من بندہ این درست کیشان

انہوں نے اپنے بیٹے کے نام ایک خط میں اپنے لاہور جانے اور شاہ ابوالمعالی سے ملاقات کرنے کا حال لکھا ہے اور ان کے متعلق اپنے آثارِ قلم بند کیے ہیں۔ ایک دفعہ شاہ صاحب بیمار ہو گئے اور شیخ صاحب ان کی ملاقات کے لیے بے تاب ہوئے لیکن چونکہ ان کو حکم تھا کہ وہ :

”بمحبند و از زاویہ اند و ز پای بردن نہ نهد و از درویش و توانگر و خویش و بیگانہ و مرودہ و زندہ هیچ کس را نہ بنید و از جای بجای نرود“

اس لیے مجبور تھے صحت کی بحالی پر ان کو دیکھتے ہیں :

”الحمد للہ کہ بجز گذشتہ ہی بل و علائقہ غایت و محبت ایشان بر فقرای

این سلسلہ پائندہ دارد کہ وسیلہ مل لبی از مشکلات و سبب آسانی و شواریرہاست“

شیخ صاحب اس محسوس و قید سے سخت قلق و اضطراب میں تھے اور ان کا دل ریب و تلنگ

کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اس لیے ایک مرتبہ شاہ صاحب نے انہیں لکھا :

”ہمہ خیر است و خوب خواہد بود۔ عنایاتِ غوث الاعظمؒ بے شمار است۔ یہی
غم و اندیشہ را بخود راہ زندہند۔“

ایک مرتبہ شیخ صاحب دروغ و فراق سے مڈھال ہوتے جا رہے تھے۔ بے بس ہو کر ان کو لکھتے ہیں
”آئندہ و تنگدلی از حد گذشتہ۔ وقت امداد و اعانت است۔ فریادِ رسی مہماباید

کرد و در دای افانہ کبریٰ کہ منتی بجناب حضرت غوث الاعظمؒ است می باید پوشید و زہ
ارادی در بر کرد و در قالب حقیقت عظمیٰ غوثیہ درآمد و تصرف کرد :۔“

دل میرود ز دستم صاحبِ دل خدا را دردا کہ رازِ نہاں خواہد شد آشکارا
فریادِ دل غم زدہ را کہ نکستی گوشش پس پیش کرد دست تو فریاد تو ان کہ د

آخر شیخ عبدالحق اپنی مشکل کشائی کے لیے لاہور پہنچ گئے۔ شاہ ابوالمعالیؒ ان دنوں کہیں لاہور
سے باہر گئے ہوئے تھے۔ شیخ صاحب نے ان کی واپسی سے پہلے بزرگوں کے مزارات پر

حاضری دی۔ جب شاہ صاحب واپس آئے تو فرمایا کہ ہمیں کچھ دیر باہر رہنا تھا۔ لیکن ہمارے دل
میں ایک جذب کشش پیدا ہوئی۔ شاید جذبہ شوق تھا جو ہمیں کشاں کشاں لے آیا۔ پہلے تو بہت
خفا ہوئے کہ آپ دھلی چھوڑ کر کیوں چلے آئے۔ آپ کے لیے حکم ہے کہ وہیں ٹھہریے۔ شیخ

صاحب نے کہا کہیں حضرت موسیٰ قدس سرہ کی زیارت کو جانا چاہتا تھا اور شیر گڑھ میں حضرت مُرشد
کے آستانہ مرتبرہ پر حاضر ہونا چاہتا تھا اور اچ میں مخدوم زادوں پیر زادوں اور حضرت غوث الاعظمؒ

کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا تھا۔ لیکن حضرت ابوالمعالیؒ نے فرمایا : ”اے صاحبؒ! ان کی ضرورت نہیں۔ ہم
باشماندہ از شما جدا نہیں ہند۔“ بس تم دھلی جاؤ۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے تمہارے متعلق یہ جملہ فرمایا ہے :

”حق حقانیت حق حقتِ فردانیت حق“ پھر فرمایا : ”از تصنیفاتِ شما فائدہ دین و دنیا

حاصل کردہ ایم حق تعالیٰ شما را بآن منتفع گرداند۔ اگرچہ سنمانِ مردم بسیار خواندہ ایم و خواندہ می شود اما شما
شمارا در فقر گوارائی است کہ سنمانِ مردم دیگر رانیت۔“

شیخ صاحب اپنے بیٹے کو کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ لاہور سے فوراً دہلی چلے جانے پر معرستے، مگر میرے نفس بے ثبات میں تردد و دزلزل تھا۔ لیکن جب ان کی طرف سے تائید و تائید اور تسلی و ثبات ہو رہی تھی اور پھر جب ایسا باکمال شخص محض محبت و اخلاص سے بے غرض و بے عوض اتنا کچھ میرے لیے چاہتا ہو تو کون ایسا سنگدل ہوگا جو نرم نہ ہو جائے۔ ان کی صحبت کا اثر جو میرے ظاہر و باطن پر پھایا ہوا ہے۔ وہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا۔

وداع ہوتے وقت شاہ صاحب نے فرمایا :

”تو بخود بجانب حضرت غوث الاعظمؒ دست وایہ دازہم کس قطع کنید.....“

بہم چیز غم شدہ

پھر فرمایا کہ شرح مشکوٰۃ کو مکمل کیجیے۔ انشاء اللہ ایسی کتاب ہوگی کہ اہل عالم اس سے مستفید ہوں گے۔ شرح مشکوٰۃ ۱۰۰۰ حصے ۱۰۰۰ حصے کے درمیان پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاہ ابراہیمؒ کے ساتھ ان کی ملاقات ۱۰۰۰ حصے میں یعنی وفات سے ایک دو سال پہلے ہوئی ہوگی۔

شاہ ابراہیمؒ نے ہی ان کو حکم دیا کہ فتوح النیب معتقد غوث الاعظمؒ راز محمدؐ بید کہ دو شرح بایہ نوشت و ہم کار بآریا بید کرد

شاہ ابوالمعالی اور عبد القادر بدایونیؒ

عبد القادر بدایونیؒ کو بھی تید ابوالمعالی سے گہری عقیدت تھی۔ وہ ان کے متعلق لکھتے ہیں :

”وہ چاہے رومی گمان زمانہ دور حالات و مقامات فقر و فاقہ نشانہ اگر ذکر و مفاہات رود۔ نام اور ولی۔ اگر نام سابقاں در میان آید، ذکر او اسبق تیلے

شاہ ابوالمعالیؒ نے ان کو ایک خط لکھا تھا جس کو انہوں نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ ہم بھی

۱۔ شرح فتوح النیب نو کثرت ۴۵

۲۔ منتخب التاریخ، کلکتہ، ج ۲، صفحہ ۱۴۰

تبر کا اسے غفلت کر لیتے ہیں :

نرادت اشتیاقاً والغواد بعمرة دنی طی احتشائی تو قد جمهره

مقی یرجع الغیاب من طول سفره

عزیزی! دریں زمان فترت فترت از بر آشنا و بیگانه خیر خیریت پر سال بہر کسی را قاصدی و
رسولی پنداشتہ اسلامی و پیامی چشم می داشت کہ ناگاہ قیمہ مودت تمیہ نسخہ صحت مزاج سود از دکان
ہجر برگزیدہ شوق بر شوق و محبت بر محبت افزودہ الان با بیان حضرت قادریہ تبلاطم امراج جانرا
سر اسیمہ و سرگردان میدارد، در دہل بیرون می دہد، مند و نخواہند داشت۔

ایہ بکم (کذا) جمعیاس سیرادہی فلم ائمن سکوی امامی دلا دہرا
وما فی الحشا واللہ غیر ہواکم یشاہدکم قلبی کافی بکم اساع
دنی قاع قبری قیلو بخواہم فہم قلبی مادمت حیا دنی القہری
اذا ما اتانی منک و نکیرہ اجیب نکیر احین باقی و منکوا
اقول اسئلوا غیری فانی محبہم و عہدی بہم فی محبہم ما تغیرا
(ہمدہمہ دعا میرساند : کتبہ الفقیر ابو المعالی)

در رقعہ دیگر نوشتہ کہ :

اے عزیزی کہ ہمہ شب ہل من گرد و خرم از روز کہ در دیدہ روشن گرد۔ سلام شوقیہ مرام
رفیع الاعلام دادویہ قادریہ نظام تبلیغ نمود۔ آنکہ محبت شعاری مولانا عبدالغفور شیخ عمر امامی فرودیت
کہ بر نیم التفات عالی بر آمدی دارد۔ اگر وقت آن عزیز نگہبانش آن داشتہ باشد کہ وقوع یابد الحق
بسیار خیر کثیر خواہد بود۔
(والدعا)

شاہ ابو المعالی اور ملک الشعراء فیضی

ملک الشعراء فیضی کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ وہ ان کی درویشی کا چرچا سن کر تے مٹتے اور

ان کے اشعار آبدار بستہ کرتے تھے۔ اس لیے ان سے ملاقات کے آرزو مند تھے۔ انہوں نے شاہ ابوالفضل کو جو خط لکھا او انہوں نے خط کا جواب لکھا۔ ان کی تعلیم مقامات داؤدی میں محفوظ ہیں۔ ایک مرتبہ شاہ صاحب فیضی کا کتب خانہ بھی دیکھنے گئے اور تین دن تک ایسے انہماک سے دیکھتے رہے کہ کھانے پینے کا خیال تک نہ کیا۔ یہ واقعہ بھی اسلئے سے پہلے کا ہوگا۔ کیونکہ دوستانہ مراسم قائم ہو چکے تھے۔ اس لیے انہوں نے فیضی کے والد شیخ مبارک کی وفات پر اسلئے تعزیت نامہ بھیجا۔ متذکرہ صدر دونوں خط بھی ہم نے تبرکاً یادگار کے طور پر محفوظ کر لیے ہیں :

نامہ فیضی بنام شاہ ابوالفضل

اُمی دل بر آتشہر شوق و گذار خط کفر محبت است نوشتن بہ یا خط

نیست قدم کہ سرگرم بادید سداق را نامہ بیال بستہ ام طائر اشتیاق را

سلام اللہ منشور الامالی علی الشیخ المعنی ابی المعالی

عملیت کہ از دیباچہ مکارم و معالی ایشاں سامعہ التذاذ میگرد۔ در وقت رفتن و آمدن برآں شدہ بود کہ محبت نامہ فرستادہ رفیع حجاب نماید۔ چوں در خاطر قرار نہ بود۔ پرآں قرار نگرفت و از اں باز کہ در ایں شہر کلامت قرب و جوار بہر سیدہ می خواست کہ استمرار و وقت ایشاں نماید۔ امر و زلف و رومی افتاد تا دیگر امر و زبلی اختیار نشود۔ حد ملامت بر جاذبہ شوق خود نمودہ۔ ایں صمیمہ اشتیاق را بہر تکلیف رواز ساخت۔ تکلف بر طرف نفسی چند باد و شاں حالی بسر بردن بہ ہیچ چیز ایں نشارفانی برابر نمی توان کرد کہ از عبوری گذر نخواہد بود : بیت

بزم نشاط بادہ کشانرا غنیمت است سانی بیا کہ محبت یا ایں غنیمت است

جواب نامہ فیضی از شاہ ابوالفضل

لای سلامی لایلیق بیا بکم

سلام الرحمن نعوذنا بکم

اسلمہ متحابہ داد حمیہ مستجابہ کہ از دوا بای قباہی اشواق و قیقہ حقیقہ حصول یافت، ابابزمی نماید، کہ
چوں ہمای ذی ہوا می اقبال بفرق فقر امی شکستہ بال سایہ شہبالی سعادت اظلال گسترده، سرور این حال
اینرا چنان از خود روبروہ کہ ہر چند می خواستند کہ در ادای شکیاں دولت حرفی روا نمایند، نتوانستند،
لاجرم بجز دعا الکتفا نموده شد ہمیشہ بغیض اکبر اجدرباشند و آن کہ فقیر خود را بشرف صحبت سامی
اشارت فرمودند۔ عزیزا! اسفیدارتن از وصل وی بسی افسردہ بود۔ نیت دارد کہ باین انیت اگر
بہار نسیم یابد، از ہر چیز و در تر بمشیت اللہ تعالیٰ برسد۔ انہ علی ذالک قدیر بالا اجابت
جدید۔
والسلام

شاه ابوالمعالی اور سید داؤدؒ

شاه ابوالمعالیؒ کو اپنے پیر سے عشق تھا۔ ان کی دعا تھی :
ای خدا می من ! مرا انجام کار، زندہ و مردہ بعشق پیر دار۔
اور وہ کہا کرتے تھے : بیج کاری و بیج حرکت و سکنت نمی کنم الا باشارت شیخ خود کہ شیخ
داؤد اندر قدس سرہ العزیز۔ شیخ داؤد کی مدح میں انہوں نے جو اشعار کہے ہیں۔ ان سے ان کا جویش
عقیدت واضح ہے :

ہستم از جام نیت بہر دم والد دست	ایں و آن را چہ شناسم من داؤد پرست
دل افسردہ کی یاد بگفت ہر کسی گرمی	دل داؤد می باید کہ آہن را دھند زمی
بخت فقر بنشینم چو چال گشتہ مقصودم	سلیمانی کنم کہ جہاں غلام شاہ داؤدم

رباعی :

۱۔ مقامات داؤدی، مخطوط پنجاب یونیورسٹی لائبریری، شمارہ ۲۹ II ۱۹۷۷ء، منسلک، ۱۷۱
رواؤگراف مقامات داؤدی مشہ

۲۔ کتاب المکاتیب والرسائل، دہلی ۱۳۳۳

یارب نظری زمین مقصود بحم بخش ازادگی ز بود و نابودم بحم بخش !
 ہر چند نیم در خور این دولت خاص یک ذرہ ز عشق شہ داؤم بحم بخش !

شاہ ابوالمعالی اور شیخ عبدالقادر جیلانی

چونکہ شیخ داؤد سلسلہ قادریہ سے منسلک تھے۔ اس لیے شاہ ابوالمعالی بھی اپنے پر کی بیعت میں قادری ہوئے۔ اس سلسلے کے بانی نوٹ الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی سے ان کو دالہائے عقیدت تھی اور انہوں نے حضرت غوث الاعظم کی منقبت اور مرج و ستائش میں بیشمار اشعار کہے ہیں، ہم یہاں صرف ایک شعر نقل کرتے ہیں ۷

بادشاہی و جہاں را قادری غیر تو کسی را قادری

شاہ ابوالمعالی کے متعلق مشہور تھا کہ انہیں غوث الاعظم کے ساتھ ایسا توکل و تقرب ہے کہ وہ خواب میں اگر ان کی رہنمائی فرماتے ہیں اور ان کی مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ اس ضمن میں داراشکوہ نے ان کے متعلق ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اگرچہ بہت سی کلمات پیروں سے منسوب ہو جاتی ہیں اور آج کل کی سائنسی اور عقلی دنیا میں ایسی خلاف عادت باتوں پر یقین کرنا دشوار ہوتا ہے لیکن بعض عہری ثقہ شہادتوں کی بنا پر اس قسم کی غیر المعقول باتوں پر یقین کر لینا بعید از عقل نہیں۔ داراشکوہ لکھتے ہیں کہ ان سے اخذِ طاعت اللہ نے بیان کیا (یہ تھا حضرت میاں میر کے مرید اور داراشکوہ کے مرشد حضرت ملکشاہ کے دوست اور پیر بھائی تھے) ایک دن میر سے دل میں آیا کہ مجھے غوث الثقلین سے عقیدت ہے۔ کیا انہیں بھی اس بات کی خبر ہے کہ نہیں؟ میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی مقام پر میں ماجز و بے بس ہو گیا ہوں۔ میر اسرنگا ہے۔ اس وقت غوث الثقلین حاضر ہوئے اور مجھے سفید پگڑی عنایت کی اور فرمایا: "مَدَنَمْتَ اللہ! ہم ایسے موقوف پر باخبر رہتے ہیں۔ اس سے اگلے دن شاہ ابوالمعالی مجھے بلایا اور سفید پگڑی عنایت کی اور فرمایا کہ یہ وہی پگڑی ہے۔

شاہ ابوالعالیؒ کو کشفِ باطن یعنی کشفِ قلوب کا ملکہ حاصل تھا۔ "ہشت معفل" میں چند واقعات مندرج ہیں۔ لیکن سب سے مصدقہ شہادت داراشکوہ کی ہے۔ جنہوں نے اپنے پیر مرشد کی زبانی بیان کیا ہے کہ :

"ایک دن میں ملائمت اللہ کے ہمراہ آپ کی زیارت کو گیا۔ ایک شخص ان کے لیے ایک تسبیح لایا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر شاہ صاحب صاحب کرامات ہیں تو یہ تسبیح مجھے مرحمت فرمائیں جب میں رخصت ہونے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور وہ تسبیح مجھے عنایت فرمائی اور کہا : جب یہ تسبیح تمہارے ہاتھ میں آئے تو سومرتہ صلوٰۃ پڑھو۔"

شاہ ابوالعالیؒ کی اہل شہرت تو ان کی درویشی اور کمالات معنوی کی وجہ سے ہے۔ لیکن شام ہونے کی حیثیت سے بھی ان کا رتبہ کچھ کم نہیں۔ لیکن اس کی طرف انہوں نے کم توجہ دی ہے۔ ان کا ایک مرتب دیوان بھی موجود ہے۔ دوسری کتابوں میں بھی بعض جگہ ان کے اشعار نظر آتے ہیں۔ انہیں تالیف و تصنیف کا بھی شوق تھا۔ ان کی دیگر تالیفات حسب ذیل ہیں :

- | | |
|-------------------|--|
| ۱۔ تحفہ قادریہ | ۲۔ رسالہ شوقیہ |
| ۳۔ مونس جان | ۴۔ زعفران ناز |
| ۵۔ گلدرتہ باغ ارم | ۶۔ ہشت معفل یعنی ملفوظات مرتبہ محمد باقر |
| ۷۔ روضۃ الادراو | ۸۔ اصول صوفیہ |
| ۹۔ رسالہ نوریہ | |

اکثر معاصر اور متاخر مؤرخوں اور تذکرہ نگاروں نے تحفۃ القادریہ کا ذکر کیا ہے۔ مقامات داؤدی میں مونس جان کا بھی ذکر موجود ہے۔ رسالہ شوقیہ کے متعلق کہیں ذکر موجود نہیں۔ ہشت معفل کا حال ابھی ابھی منکشف ہوا ہے۔ اب ہم تفصیل سے ان تالیفات کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔

تحفۃ القادریہ

یہ شاہ ابوالحالؒ کی تصنیف ہے۔ اس میں انہوں نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سوانح زندگی مرتب کیے ہیں۔ اس کتاب کے قلمی نسخے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کانسٹنٹنہ اور آئی آر پی آر کے ہر صنفی میں پندرہ سطر میں پندرہ الفاظ ہیں۔ یہ کتاب شائع نہیں ہوئی۔ البتہ اس کا اردو ترجمہ ملک چمن دین تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے شائع کیا ہے جو بڑی قلیح کے ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

کتاب اکیس ابواب پر مشتمل ہے جن میں سے سات ابواب میں حضرت شیخ صاحب کی زندگی کے واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ ان کا نسب نامہ بیان کیا ہے اور ولادت، تعلیم، ریاضت، عبادت، حلیہ، لباس، اولاد و احفاد اور وفات کے متعلق تفصیل مینا کی ہیں جبکہ ابواب میں ان کے اخلاق و صفات، مجدد و کرم اور دیگر مشائخ و اولیاء پر ان کی فضیلت کا ذکر کیا ہے باقی ابواب میں ان کے روحانی کمالات، کشف و کرامات اور جنوں، انسانوں اور حیوانوں پر ان کے تصرف کے متعلق واقعات بیان کیے ہیں۔

مصنف نے اس کتاب کے مرتب کرنے میں ہجرت الاسرار، خلاصۃ المفادیر اور تفتح الافلاص سے استفادہ کیا ہے اور اپنے پیر و مرشد کے بیٹوں، پوتوں اور بعض معاصر کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔

کبیت کہ قادر بود بر ہر چہ ہست ہوشہ کو نین سلطان عمی الدینؒ

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمتہ اللعالمین کہا ہے مصنف اپنے شیخ کو بھی اسی لقب سے منسوب کرتے ہیں :

شاہ گیسلانی تراحمی در وجود

رحمۃ اللعالمین آردہ است

قرآنی تعلیم یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ جس نے ذرہ بھرنیکی کی ہے اس کا اجر وہ پائے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہے اس کی سزا وہ پائے گا۔ دربار خداوندی میں انبیاء و اصفیاء تک اپنے اعمال کے لیے جواب دہ ہوں گے۔ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ بعض کسی بزرگ شخصیت سے نسبت کی وجہ سے وہ پرکشش اعمال سے نہیں بچ سکے گا۔ اس کتاب میں مصنف نے حضرت شیخ سے بعض ایسے احوال منسوب کیے ہیں جو بظاہر تعظیمِ کیم کے منافی معلوم ہوتے ہیں مصنف لکھتے ہیں :

”ہرگز شہداء کو مقبولِ خداست۔ گرچہ ہرگز دنی ماکر وہ است۔“ (تحفۃ القادریہ، برگ ۲۳)

بعض جگہ انہوں نے اپنے ممدوح کے اقوال نقل کیے ہیں مثلاً :

(۱) جو مسلمان میرے مدرسے کے پاس سے گزر جائے گا۔ قیامت کا عذاب اس سے تخفیف کیا جائے گا۔ (برگ ۲۵ ب ۲۶)

(۲) میرے ائمہ میں ایک کا غدیا گیا۔ جس کا طول اس حد تک تھا۔ جہاں تک نظر کام کر سکتی تھی۔ اس پر میرے دوستوں اور مریدوں کے نام جو قیامت تک میرے ساتھ اپنی نسبت کو درست رکھیں گے۔ لکھے ہوئے تھے اور حکم ہوا کہ تمہاری طفیل میں نے سب کو بخش دیا۔ ترجمہ تحفۃ القادریہ، ص ۳۸

مصنف نے حضرت شیخ کا ایک قول بیان نقل کیا ہے۔

”اگر تو سستی میں عاجز ہو جائے تو مجھے پکارنا تاکہ وہ مصیبت تجھ سے دور ہو جائے جو شخص غنی میں مجھے یاد کرے میں اس کی ہلاکت دوڑ کر آتا ہوں اور جو کسی حاجت کے لیے خدا کے حضور میں مجھے وسیلہ بنائے تو میں اس کی حاجت دوڑ کر آتا ہوں۔“

مصنف نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے اخلاق و اوصاف کے متعلق لکھا ہے۔
 "حضرت شیخ سریع الدین و کریم الاخلاق، ابداً الناس و اقرب الحق بود و غضب بر کسی نمی کرد
 بجهت نفس خود۔" (تحفۃ القادریہ، برگ ۱۸) یعنی وہ کریم الاخلاق تھے اور اپنے نفس کی خاطر
 کسی پر غصہ نہیں ہوتے تھے لیکن دوسری جگہ ایسے واقعات بیان کیے ہیں اور ایسے اقوال درج
 کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سخت غضب ناک ہوتے تھے اور بے شعور حیوانات بھی ان
 کے شعلہ غضب سے نہیں بچ سکتے تھے مثلاً وہ لکھتے ہیں :

ایک چڑیا نے اڑتے اڑتے آنجناب پر بیٹ ڈال دی۔ حضرت نے جب غضب کی نگاہ
 سے اس کی طرف دیکھا تو فوہ آواز میں یہ گر پڑی اور مر گئی۔ (برگ ۱۹)

ایک مرتبہ آنحضرت بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے بھیت سے مٹی گرئی۔ اس کو جھاڑ دیا۔ تین دفعہ
 ایسا ہی ہوا۔ چوتھی دفعہ بھیت کی طرف دیکھا تو ایک چوہا کھلتا ہوا نظر آیا۔ فرمایا : طارر اسد
 یعنی تیرا سرتن سے جدا ہو جائے۔ فوراً اس کا سرتن سے جدا ہو گیا۔ (برگ ۱۹)

"آنحضرت کے غضب سے بغداد کے اطراف میں آگ بھڑک اٹھی۔ اگر ایک محلہ سے
 بچتی تو دوسرے سے جا بھر لگتی۔" (ترجمہ تحفۃ القادریہ صفحہ ۱۸)

ان کی طرف مندرجہ ذیل اقوال بھی منسوب ہیں۔ جن سے ان کی شعلہ سامانی ظاہر مثلاً
 میں خدا تعالیٰ کی بھڑکتی آگ ہوں۔ میں احوال کو سلب کرنے والا ہوں۔ (صفحہ ۱۸)

میں تیاف اور قتال ہوں۔ تم میرے نزدیک بمنزلہ شیشولا کے ہو۔ (صفحہ ۱۸)
 مصنف کے نزدیک ان کے پیر کا مرتبہ تمام اولیا سے افضل ہے۔ مصنف نے ان کی
 بلند پایہ صفات خود بھی بیان کی ہیں اور اپنے مرشد کی زبان سے بھی ایسے اقوال نقل کیے ہیں
 جن سے ظاہر ہے کہ وہ خود اپنی عظمت ظاہر کر رہے ہیں۔ مثلاً

کوئی پیغمبر یا ولی ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ (صفحہ ۱۸)

”تمام اولیاء اللہ کی گردن پر میرا قدم ہے۔“ (۵۳)

کتاب میں جا بجا حضرت شیخؒ کی کرامات کا ذکر ہے ہے۔ کرامات چیزیں ہی ایسی ہیں کہ جن کو عام عقل اور عام انسانی قوت انجام نہ دے سکے۔ اور بعض عملی طور پر بالکل ہی ناممکن الوقوع باتیں ہوتی ہیں لیکن غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے کرامات کا ظہور اس کثرت سے ہوا ہے اور انتہائی ثقت بزرگانِ دین نے اس تواتر سے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے مجال انکار نہیں ہے۔

رسالہ شوقیہ

شاہ ابوالمعالیؒ اس رسالے کی وجہ تالیف یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں خواجگانِ چشت کے موقع پر طالبانِ حق کی محفل آراستہ تھی اور حاضرین ذوق و شوق اور آہ و نالہ میں اس قدر منہمک تھے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ ایک بے دانش نے اعتراض کیا کہ حالتِ قرب و وصال میں گریہ زاری کیسی؟ فریاد و فغاں تو بعد و جدائی کے موقع پر ہوتی ہے۔ اس نا فہم کو سمجھانے کے لیے ہمیں یہ چند سطور لکھنی پڑیں۔

اس تمہید کے بعد مصنف نے بتایا ہے کہ گریہ پانچ قسموں پر مشتمل ہے۔ ہو سکتا ہے یعنی پانچ قسم کے اشخاص پر گریہ وارد ہو سکتا ہے۔ اول وہ شخص جو درمند و صالح ہے۔ سماع کے موقع پر جزا و سزا اور عذاب و عتاب کا تصور کر کے رہتا ہے۔ اسے مجاز و حقیقت کی کچھ خبر نہیں خدا نے رقیق القلب بنایا ہے۔ دوسرا مبتدی صوفی ہے جو فراقِ محبوب میں آہ و نالہ کرتا ہے۔ وہ سوز و اضطراب کی حقیقت سے آگاہ نہیں۔ وہ دستِ تمش کی طرح بے اختیار ہوتا ہے۔ یہ صوفی اسرارِ الہی سے بیخبر ہے۔ تیسرا شخص صوفی سالک ہے جو چشمِ باطن سے جمالِ مہذب دیکھ کر وجد و کیف میں آکر آہ و نالہ کرتا

سب سے چوتھا شخص ایسا صوفی سالک ہے جس کے دل پر جمال و جلال کی تہنیتات نازل ہوتی ہیں وہ اس ڈر سے کہ کہیں محو نابود نہ ہو جائے گریہ و نالہ کرتا ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہوش میں رہے اور جمال محبوب کا مشاہدہ کر کے لذت اندوز ہو۔ پانچواں صوفی سالک اہل حقیقت ہے۔ اس پر ایسی محبت و استغراق کی حالت طاری ہوتی ہے کہ وہ محو ذات مطلق ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں دل زبان کی اسے کچھ خبر نہیں ہوتی اور وہ لذت گریہ کو بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن عاشق کو ہمیشہ یہ حالت میسر نہیں رہتی۔ محبوب ہر دم نئی شان میں آتا ہے۔ عاشق کو اپنے محبوب کے ساتھ مقفل انفرادیت کی حالت حاصل نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ کمال حضوری کی حسرت میں بے اختیار رہتا ہے اور آہ و نالہ کرتا ہے۔ آدم کی آدمیت وصال خداوندی کی راہ میں حاصل ہے۔ بندہ اسے خدا خدا رسول خدا کو قاب قوسین ادا دنی کا قرب حاصل ہوا۔ پھر بھی حقیقت محمدت حقیقت احمدیت سے ہم کنار نہ ہو سکی وہ بعد از رسول رہے اور ذات خداوندی کے ساتھ مدغم نہ ہو سکے۔ مندرجہ بالا پانچ قسم کے اشخاص بیان کرنے کے بعد مصنف تبصرہ فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ درد فراق کی جولنت ہے وہ بیان نہیں کی جاسکتی۔ تہر چنید فراق بسیار، عشق بسیار، ہر چنید عشق بسیار، عاشق بے قرار، ہر چنید عاشق بقرار، معشوق در کنار، ہر چنید معشوق در کنار، عاشق دل فگار، ہر چنید عاشق دل فگار، عشق آبدار۔

آخر میں معترض کے جواب میں مصنف فرماتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ درد فراق ہی میں گریہ ہو وصال میں بھی گریہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آدمؑ فراق حواریں روتے رہے اور حبیبؑ تو قبل ہوئی تو بعد از وصال بھی روتے رہے جو شخص اس کا قائل نہیں وہ کم عقل اور بے خبر ہے اور اس نے بحر عشق میں کبھی غوطہ نہیں لگایا۔

مصنف نے اپنے بیان کی تقویت اور زور استعمال کے لیے حافظ، رومی اور دیگر صوفیہ کے اشعار نقل کیے ہیں اور موقع و محل کے مطابق استعمال کی وجہ سے بیان میں لذت آ گئی ہے۔ فارسی اشعار کے ساتھ ہندی دوسرے بھی لکھے ہیں۔ جن سے ہندو فلسفے میں بھی روحانیت و عشق کے میلانات کی تصدیق ہوتی ہے۔ ایک جگہ حسان بن ثابتؓ کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔

رسالے کا طرز بیان جوش اور اخلاص سے بھرپور ہے۔ رنگ و اعطاف ہے اور مخاطب کا اسلوب لیے ہوئے ہے۔ ابوالمعالیٰ لذت عشق سے آشنا ہونے کے باوجود اپنے بجز و انکار کا اعتراف کرتے ہیں کہ وہ گریہ کی اصل کیفیت تفصیل سے بیان نہیں کر سکے۔ رسالے کی عبارت رواں ہے اور کیف و آگاہی کا سامان لیے ہوئے ہے۔

شوقیہ کا ایک مخطومہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے مجموعہ شیرانی میں اور ایک انڈیا آفس لائبریری میں شمار ۱۹۲۴ء پر موجود ہے۔

گلدستہ باغ ارم

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو لطائف و ظرائف اور نکات و حکم پر مشتمل ہے۔ مولف نے چند لفظوں کی توحید میں بتایا ہے کہ روحانی قبض کی حالت میں لطائف اکثر لبس انگیز ہوا کرتے ہیں۔ اس لیے دوستوں کے التماس پر ان کو ایک جا کر دیا گیا ہے۔ یہ گلدستہ چار طرازیوں پر مشتمل ہے:

طراز اول : در بیان اخبار خواجہ کائنات

طراز دوم : در لطائف اولیاء

طراز سوم : در اقوال حکماء بربان بربان

طراز چہارم : در مصاحح

طراز اول میں دو حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ پہلی یہ ہے جس نے گلاب کا پھول سو گندہ کر مجھ پر درود نہ بھیجا۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اس حدیث کی تائید کے لیے مزید ایک قول رسول نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ گلاب کا پھول آنحضرت کے پسینے سے پیدا ہوا ہے۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ ہندوستان کی زمین عربوں سے کی طرح آپ کے قدموں کے نیچے سے گزاری گئی ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں بزرگ اولیاء پیدا ہوئے ہیں اور ادھ میں حضرت شیت اور حضرت ایوبؑ کی قبریں ہیں۔ یہ احادیث شک و گمان سے پاک نہیں۔ پہلی میں ظلم کا لفظ اور دوسری میں فوق الفطرت

واقعے کا ذکر ان کے موضوع ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسی طرح ان کی تیسری روایت میں وہ سات فارسی الفاظ نقل کیے گئے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف موقعوں پر اپنی زندگی میں استعمال کیے تھے اور لکھا ہے کہ یہ ملفوظات جلالی سے منقول ہیں۔ یہ روایت ہماری نظر سے گزری ہے اور سراج الہدایہ یعنی مجموعہ ملفوظات مخدوم جلال الدین جہانیاں جہانگشت، مرتبہ احمد بنی مغلوط پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے ورق ۷۷ الف اور ۷۸ پر موجود ہے۔

طراز دوم میں وہ لطائف مندرج ہیں جو مولانا عبدالرحمن جامی اور دوسرے اشخاص سے منسوب ہیں۔ ان میں سے اکثر و بیشتر "لطائف الطوائف" مولفہ علی بن حسین واعظ کاشفی سے منقول ہیں۔ لیکن مولف نے اپنے ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔ طراز سوم میں باز، کچھوے اور لومڑی کی پانچ چھوٹی چھوٹی حکایات بیان کر کے حکمت کی باتیں درج کی ہیں۔ طراز چارم میں آٹھ نواشعار لکھے ہیں جن سے پند و موعظت مقصود ہے۔ ان میں سے دو رباعیاں یہ ہیں۔

بیش طلبی نہ ہیچ کس بیش مباحث	چوں مرہم موم باش و چون نیش مباحث
خواہی کہ نہ ہیچ کس تو بد نرسد	بدگویی و بد آموز و بد اندیش مباحث

خند کن تا شاخ و بیخ دشمنی	از درون باغ جانت بر کنی
لیک باشی محو دلبر مجہپان	یاد ناید دوستی و دشمنی

یہ گلدستہ ۱۹۹۰ء میں تمام ہوا۔ مولف نے خود لکھا ہے۔

المنۃ اللہ کہ شد از لطف لطیف در نصد و تسعین ربیب حمید تمام

غفران زار

شاہ ابراہیم عالی نے دیباچے میں اس کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میری خواہش

مکتی کر میں رسول خدا کے لطائف و ظرائف جمع کر کے ایک رسالہ تالیف کروں جو پراگندہ خاطر اشخاص کے لیے دل جمعی کا باعث ہو۔ اس کی تائید میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ مَنْ مَرَّ بِمَنْعَةٍ سَرَّاهَا لِرَسُولِ اللَّهِ - یعنی جس نے مومن کو خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا۔ وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے، کیونکہ یہ کتاب غم دور کرنے اور فرحت بخشنے میں زعفران کی خاصیت رکھتی ہے اس لیے "زعفران نار کے ختم نامش" کتاب کو اپنے پیرزادہ کے نام سے منسوب کیا ہے۔

اس کتاب کے چار چین ہیں :

- ۱۔ چین اول : نبی اکرم کے اپنے مطالبات
- ۲۔ چین دوم : صحابہ کرام کے وہ لطائف جو رسول خدا کے رد و رد ہوئے۔
- ۳۔ چین سوم : وہ لطائف جو اصحاب و احباب کے درمیان واقع ہوئے۔
- ۴۔ چین چہارم : بر محل اشعار

ہر لطیفہ، واقعہ یا حکایت کو رائج نمک ہے۔ چین اول میں ۲۰، چین دوم میں ۱۰، چین سوم میں ۵ اور چین چہارم میں ۵ رائج ہیں۔ ان ۳۵ رائج میں سے دس پندرہ ایسے نکلیں گے جو مؤلف کے اپنے بیان کے مطابق نشاء بخش اور روح پرور ہوں گے رسول خدا کے لطائف میں مزاج و لطافت موجود ہے۔ ان کے تین چار لطائف تو مشہور و معروف ہیں مثلاً

۱۔ کیا تیرا وہ شوھر نہیں جس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔

۲۔ بوڑھی عورت میں جنت میں نہیں جائیں گی۔

۳۔ تجھے اونٹنی کا بچہ کیوں نہ دوں۔

صحابہ کے لطائف میں دو تین خوب ہیں :

۱۔ یا علی انت فینا کالنون فی لنا

۲۔ صہیب کی آنکھ میں درد تھا۔ وہ کھجوریں کھا رہا تھا حضور نے فرمایا : "اُشوبِ خِمْ کے لیے

کھجوریں کھانا مضر ہے۔ صہیب نے عرض کیا۔ میری ایک آنکھ میں درد ہے۔ میں دوسری آنکھ

کے لیے کجوریں کھا رہیں۔

جہن چہام میں تین چار فارسی اشعار ہیں اور تین جگہ عربی اشعار ہیں۔ دو جگہ حضرت عائشہؓ کی زبانی رسول خدا کی تعریف میں اشعار ہیں اور ایک جگہ سوسمار قصیدے کے چند اشعار ہیں مصنف نے دو جگہ عربی اشعار کا آزاد ترجمہ کیا ہے۔ جو نہایت موزوں ہے۔ ایک مثال یہ ہے۔

فلو سمعونی مصر اوصاف فکلا لما بن لوانی الیوم یوسف من نقدی

ممنی کر دھ گز میل یوسف اگر در مصر وصف او شنیدند

الوفی زلیخا دسائین حبیبی لا شون بالقطم القلوب علی ابیدی

حبیبم اگر زناں مصر دیدند بجای دست و لہامی بریدند

بعض روایات میں صرف واقعات یا روایات کا ذکر ہے۔ ان میں لطیفہ، مذکر یا مبالغہ و ظرافت کی بات نہیں۔ مثلاً جہن دوم میں ایک مصرع میں ذکر ہے کہ زخم کی وجہ سے قتادہ بن نعمان کی آنکھ حلقے سے باہر نکل آئی۔ رسول خدا نے آنکھ حلقے میں رکھ دی اور لعاب دھن لگایا اور وہ صحیح و سالم ہو گئی۔

جہن اقل را کھ میں ذکر ہے کہ یہودی نعمان شراب خوری کی حالت میں آتا تو آنحضرتؐ ہنسی ہنسی میں اسے نعلین سے پٹیتے۔

دس بارہ لطیفوں کا مور حضرت عائشہؓ کی شخصیت ہے۔ بعض لطائف ان کی اپنی زبانی ہیں بعض ان کی زندگی اور سیرت سے متعلق دوسروں کی زبانی ہیں۔ ایک لطیفہ تو معروف گزلیوں کا قصہ ہے۔ آنحضرتؐ نے حضرت عائشہؓ کی گزلیوں میں دو پروں والے گھوڑے دیکھے۔ رسول خدا نے پوچھا کہ آیا گھوڑوں کے پر بھی ہوتے ہیں تو عائشہؓ نے فرمایا کہ ہاں! حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے پر ہوتے تھے۔ یہ قصہ اسی روایت پر مبنی ہے کہ حضرت عائشہؓ کی شادی نو برس کی عمر میں ہوئی اور وہ نبی اکرمؐ کے گھر میں گجی گزلیوں سے کھیل کر تھیں۔ یہ بات اب پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر سترہ اور انیس کے درمیان تھی اور وہ بالغہ عاقلہ تھیں۔

دوسرے روایح میں لطیف کی تو کوئی بات نظر نہیں آتی۔ البتہ عائشہ صدیقہؓ کی سیرت میں کونے کے لیے چند واقعات بیان کیے گئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رسول خدا کے منہ کو آتی تھیں ان کے سامنے اونچا بولتی تھیں۔ دوسری ازواج مطہرات سے رقابت کرتی تھیں اولین گناہی کی وجہ سے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے طمانچے بھی کھاتی تھیں مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

چمن اول : سرائعہ ع : عائشہ صدیقہؓ جناب پیغمبرؐ سے ناراض ہو جائیں تو محمدؐ کے پروردگار کی قسم کے بجائے ابراہیمؑ کے پروردگار کی قسم کھاتیں۔

سرائعہ ع : ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ آنحضرتؐ کے سامنے بلند آواز سے بات کر رہی تھیں کہ حضرت صدیقؓ نے مارنے کو ہاتھ اٹھایا۔

سرائعہ ع : رسول خدا اور عائشہ صدیقہؓ کے درمیان کوئی بات ہوئی صدیقہؓ نے کہا کوئی منصف مٹھ لے۔ آنحضرتؐ نے ابو عبیدہؓ کا نام لیا۔ صدیقہؓ نے کہا۔ وہ لعنتی مرد ہے۔ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کا نام لیا۔ صدیقہؓ نے کہا۔ وہ سخت طبیعت ہے۔ آخر ابوبکرؓ کو منصف بنانے پر رضامند ہو گئیں۔ جب ابوبکرؓ کے سامنے معاملہ پیش کیا گیا تو صدیقہؓ نے آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ! عدل سجالانا اور راستی کو مت چھوڑنا۔ ابوبکرؓ نے صدیقہؓ کو ایسا لمانچہ مارا کہ ان کی ناک سے خون نکل آیا۔

سرائعہ ع : آنحضرتؐ نے صدیقہؓ کو ایک عورت دیکھنے کے لیے بھیجا۔ جس سے آپ نکاح کرنا چاہتے تھے۔

چمن دوم : سرائعہ ع، ع، ع : میں حضرت خدیجہؓ کے ساتھ جذبہ رقابت کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ ایک میں لکھا ہے کہ عائشہؓ نے کہا : آپ کب تک بڑھیا کھوسٹ کو یاد کرتے رہیں گے۔ خدا نے آپ کو نعم البدل دیا ہے۔ آپ شکریوں نہیں سجاتے۔

سرائعہ ع : حضرت عمرؓ اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ (رسول خدا کی زوجہ محترمہ) کو بھیجا ہے میں : ”تو پیغمبر کی بات کو لو ماتی ہے۔ ان کو ناراض کرتی ہے۔ جیسے عائشہؓ آنحضرتؐ کی محبت کا غرور

کرتی ہے تو نہ کیا کرتے۔

ایک دو اور بھی مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہے کہ آنحضرت کے حرم مقدس میں اسی قسم کی رقابتیں تھیں اور آپس میں ٹوک جھونک ہوا کرتی تھی۔

میرزا خیال ہے۔ اس قسم کی روایات اس کتاب کا جزو نہیں بلکہ جعلی اور وصفی ہیں اور کسی دشمن نے دخل کی ہوئی ہیں اور خاص طور پر ام المومنین حضرت عائشہؓ کی سیرت کو داغدار پیش کرنے کے لیے دخل کی ہیں۔

مولنس جان

یہ رسالہ مولنس جان کھلانے کا مستحق ہے۔ اس کی حکایات راحت دل کا باعث ہو سکتی ہیں مولف نے دیباچے میں لکھا ہے کہ اس میں لطائف و ظرائف بھی ہیں جو خوش طبع جوانوں اور لطیف نازنینوں کے لیے نشاط انگیز ہوں گے۔ لیکن مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں کلمہ تبرناغ ارم اور عزیزان نار کی طرح لطائف و ظرائف نہیں البتہ اس کی بعض حکایات حکمت آموز اور بصیرت افروز ضرور ہیں۔ یہ کتاب چار مقالات پر مشتمل ہے۔

مقالہ اول در حقائق، مقالہ دوم در احادیث و کلمات مشائخ، مقالہ سوم در محبت، مقالہ چہارم در ذکر شعراء

مقالہ اول میں ۴۹ حکایات ہیں۔ ان میں کچھ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال ہیں اور کچھ اولیاء اللہ کے ارشادات ہیں۔ حکایات کے بعض حقائق و نکات کا اندازہ لگانے کے لیے ہم چند ایک یہاں نقل کرتے ہیں۔

۱۔ بادشاہ نے درویش سے کہا: ”بارگاہ خداوندی میں مجھے یاد کرنا۔“ درویش نے کہا:

”وہاں تو میں اپنے آپ کو بھول جاتا ہوں۔ کسی کو کیا یاد کروں۔“

۲۔ درویش نے کہا: ”اگر بل جاتا ہے تو شکر کرتے ہیں۔ نہیں ملتا تو مہتر

پیر بسطامیؒ نے فرمایا : درویش کو چاہیے کہ مل جائے تو صبر کرے اور نہ ملے تو شکر کرے یعنی مل جائے تو خدا کی راہ میں دے دے اور شور برپا کرنے والے نفس کو صبر دے اور اگر نہ ملے تو شکر کرے تاکہ نہ کٹا دیکھے اور نہ بھونکے۔

۳۔ حاتم طائیؒ نے سخاوت کرنے کے لیے چار دروازے کھول رکھے تھے۔ ایک شخص ہر دروازے پر گیا۔ پھر بھی اس نے خالی ہاتھ نہ بھیجا اور نہ ہی خود رنجیدہ ہوا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا : یہ سخاوت سہل ہے۔ سخاوت یہ ہے کہ ایک ہی دروازے پر اتنا دے کہ دوسرے دروازے پر جانے کی حاجت نہ ہو۔

۴۔ ایک جوان نے کہا : ”میں شادی نہیں کر سکتا۔ کیسے تو اپنے آپ کو خستی کروں؟“ رسول خداؐ نے فرمایا : ”ہمدردی یہ ہے کہ اپنے آپ کو محروم بھی رکھو اور یاد الہی سے بھی غافل نہ رہو۔“ اکثر حکایات کے آخر یا بیان کے دوران میں مولف نے اپنے اشعار نقل کیے ہیں جن سے بیان کو تقویت ملتی ہے اور دلچسپی بڑھتی ہے۔ اکثر حکایات کے ماخذ تذکرۃ الاولیاء اور لغت الانس ہیں۔ رابعہؒ، حسن بصریؒ، بانزید بسطامیؒ، منصور حلاجؒ، ضیہ و شبلیؒ، نجم الدین رازی اور سنائی وغیرہ کے متعلق حکایات انہی کتابوں سے لی گئی ہیں۔

مقالہ دوم میں نبی اکرمؐ کی پانچ احادیث، حضرت علیؑ کے سات ارشادات اور دوسرے اولیاء اللہ کے اقوال و اشعار مندرج ہیں اور یہ سب تکوین سیرت کے لیے مفید ہیں۔ مقالہ سوم میں عشق مجازی کے متعلق اکتیس حکایات ہیں۔ ان میں سے پانچ چھ مولف کی اپنی زندگی سے متعلق ہیں۔

مقالہ چہارم میں ۲۳ مرد اور ۷ خواتین شعراء کا ذکر ہے۔ مشہور عالم شعراء کے علاوہ ملاح نیاز بنی بجاہی، میر ہاشمی، میر ہلالی، بہیقی، آصفی، بنانی، بساطی، سیسی، کامی اور کامنی جیسے کم مشہور شعراء کا بھی ذکر ہے۔ ہر شاعر سے متعلق چند تعارفی اور تعریفی جملوں کے بعد چند اشعار نقل کیے گئے ہیں متذکرہ صدر شعراء میں سے بساطی، سیسی اور ہاشمی کے علاوہ باقی سب کی بہت تعریف کی ہے۔

اس مختصر تذکرے میں مولف چند غلطیاں بھی لکھ گئے ہیں :

۱۔ رودکی پہلا شخص ہے جس نے فارسی زبان میں شعر کہا۔

۲۔ فردوسی نے شاہنامہ محمود غزنوی کے حکم سے لکھا۔

۳۔ نظامی کا دیوان مرتع و مستبح ہے۔

۴۔ خواجہ خسرو بلخ کے رہنے والے تھے۔ جوانی کے وقت سعدی کے ہم نشین رہے۔

۵۔ خسرو خاں نے جامی کے بعد ملا بنائی کو ملک الشعراء بنایا

خواتین میں بی بی ہمدیہ، نہانی، رنڈی، بلیسی، بگم، سلطان مغنی اور بنفشہ نئی شاعرات ہیں جن کا تعارف کرایا گیا ہے۔ تذکرہ شعراء خواتین یعنی جواہر العجائب مولفہ حبیب فخری میں بھی ان کا ذکر نہیں۔

کتاب کے آخر میں ہم الخط کے بارے میں لکھا ہے کہ ابن مقلد نے خط کوئی کو متغیر کر کے نسخ وضع کیا۔ اس لیے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ یہ قصہ بیان کر کے لکھا ہے کہ حضرت حسن بنو حسین نے حضرت معاویہ سے خط کی تعلیم حاصل کی۔ ایک مرتبہ دونوں نے خط لکھ کر حضرت معاویہ کے سامنے پیش کیا اور دریافت کیا کہ اس کا خط اچھا ہے۔ معاویہ نے کہا۔ دونوں کا اچھا ہے۔ حضرت حسین نے قطعے رائے لینے کے لیے دونوں خط حضرت علیؑ، پھر حضرت رسول اکرمؐ کے سامنے پیش کیے اور دریافت۔ دونوں اچھے ہیں۔ اتنے میں حضرت جبرائیلؑ آئے اور انہوں نے مبارک باد دے کر یاقوت اور زمرہ پیش کیے اور کہا کہ آپ کے فرزندوں نے خوشنویسی میں اعلیٰ طرز حاصل کی ہے۔ حضرت رسالت پناہ نے عجب دیکھا اور فرمایا کہ یاقوت اور زمرہ میرے کام کے نہیں۔ اے پردہ گار! ان کے صدق ہیں میری امت کے گہگاؤں کو بخش دے۔ یہ قصہ صریحاً جعلی ہے۔

بعض بیانات احتیاط سے قبول کرنے کے لائق ہیں۔ دو قابل اعتبار نہیں مثلاً

۱۔ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے کہا کہ میں نے روزہ کھا لیا ہے۔ کیا کروں حضورؐ نے فرمایا کفارہ میں ساٹھ روزے رکھو۔ یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ ایک روزے کا کفارہ ساٹھ روزے نہیں

ہوتے۔ (حکایت ۷)

۱۔ آنحضرت اشعار میں کر و جد میں آگئے رقص کرنے اور چپکے کھانے لگے۔ تمام بایوں نے متابعت کی۔ معاویہؓ نے نہ کی اور کہا۔ آپ کا کیل کیا عجیب تھا۔ (حکایت ۸) یہ حکایت یقیناً جہلی ہے۔

۲۔ حضرت عمرؓ نے تین مرتبہ اعلیٰ کھانوں کی دعوت دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اگر مجھے لیے کھانوں کی عادت پڑ گئی تو سپہ سالار کی شفاعت کون کرے گا۔ جو اس قسم کے کھانوں کے عادی ہیں۔ (حکایت ۹)

۳۔ بایزید بسطامی چودہ سال تک امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں رہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ بایزیدؒ نے ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔ جعفر صادقؑ خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں پیدا ہوئے جس کا زمانہ ۱۶۱ھ سے ۱۵۷ھ تک ہے (حکایت ۱۰)

۴۔ شیخ سعدیؒ، شیخ عطارؒ کی ملاقات کو گئے۔ انہوں نے ملاقات سے انکار کر دیا کیونکہ سعدیؒ نے ایک زیادہ لکھا تھا۔ وہ چھ مہینے وہیں رہے۔ آخر میں صرف عطارؒ کی آیتیں پر پورے سکے۔ بعد میں انہوں نے وہ حصہ بھاڑ دیا۔ اس کہانی کا بھی کوئی مستند ماخذ نہیں

روضۃ الاوراد

شاہ ابوالعالیؒ نے سلسلہ قادریہ کے وردیشوں کے لیے یہ رسالہ مرتب کیا تھا۔ اس میں شب بیداری اور ذکر و شغل کے لیے اور ادوئلائف بتائے گئے ہیں۔ سلسلہ قادریہ کے متعلق لکھا ہے:

ایں سلسلہ چل بہت بہر باب بند دبستہ درویشوں ارباب پند

ہر کسی کہ دریں سلسلہ دستی زداست انداختہ بر کنگرہ عرش کند

رسالہ چار فصلوں پر مشتمل ہے :

فصل اول میں یاد الہی میں دعا و استغفار کے لیے ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے :

چند بنم ای غم زدہ شب خیزی کن دل شب خیز ز لہر خدا مسرور است
 گریز بیداری شب نیت عالی سرخوش روز نماز چربست و شادمانی است
 فصل دوم میں کلمات دعائیہ بتائے ہیں اور وضو کر کے دو رکعت نماز کے پڑھنے کی تلقین
 کی ہے۔ دو رکعت صلوٰۃ تہجد کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ پیر و مرشد شیخ داؤد مند جزیل کلمات
 پڑھتے تھے جو شفا بخشی دل کے لیے خاص اہمیت رکھتے تھے :

جل قدس اللہ حی لا میزالی جل وقس اللہ حی ذی الجلالی
 جل کبر اللہ حی لا ابالی جل اسر اللہ حی ذی الکمالی
 قلب۔ بانی شیخ عبدالقادر جیلانی کے مطلق بتایا ہے کہ وہ ان اسمائے بانی کا ورد کیا کرتے تھے
 المحيط۔ العالم۔ الحبیب۔ الفقار۔ الغالق۔ الباری۔ المصور
 فصل کے آخر میں غوثِ اعظم کی مدح میں اپنی ایک غزل درج کی ہے اور اسے پڑھنے کی
 ترغیب دی ہے۔ غزل کا مطلع یہ ہے :

معلیٰ از دل و جاں گشت گدائی در تو ارحم ارحم لما لینک یا گیلانی
 فصل سوم میں فجر سے لے کر نمازِ عشاء اور سونے کے وقت تک ان ادعیہ اور اذکار کا ذکر کیا
 ہے جو قادیان کے ہاں مروج ہیں۔ ان میں خصوصیت سے یہ تلقین کی ہے کہ شام و فتن کے دیوان
 صلوٰۃ اذان پڑھے۔ دو سلام کے ساتھ میں رکعت پڑھے۔ دائیں پہلو پر سونے اور وہ دعا پڑھے
 جو ملت ہے۔

اللهم اسلمت نفسی الیک وجهت وجهی الیک والعبادت ظہری الیک
 رغبۃ و رعبۃ الیک لا ملجاء منک الا الیک امنت بک الذی انزلت و
 نبیک الذی اسلمت۔

فصل چہارم میں بتایا ہے کہ سب سے اہم کام نفعی خواطر ہے۔ دل میں غلط اندیشوں کو نہ گننے
 وے۔ اس تشویش سے نجات پانے کے لیے اپنے پر کی خیالی صورت سے التبا کوے۔

یہ رسالہ تحفۃ القادر کے ساتھ یا لکھنؤ سے ۱۳۱۰ھ میں شائع ہو چکا ہے اور ۱۹۶ سے ۲۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اصول صوفیہ

یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو مطبوعہ رسائل میں ۱۸۳ سے ۱۹۶ تک کے صفحات پر محیط ہے۔ تمہید میں شاہ ابوالمعالیؒ نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے یوں لکھا ہے :

”عرض میدارد تراب اقدام دوستاں لایزال الفقیہ ابوالمعالیؒ کرا میں صحیفہ است منتخب از سخنان اہل ذوق و عرفان ۔۔۔۔ پارہ پارہ فراہم آوردہ و برترتہ ترتیب بہم دوختہ۔“

مولف نے مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت فقر و سلوک کے اصول پیش کیے ہیں موضوع کا عنوان ”کلمہ وصل“ کے تحت درج کیا ہے۔ یہ کلمہ ”وصل“ واضح اشارہ معلوم نہیں ہوتا۔ ممکن ہے رسالہ کے نام کی رعایت سے یہ کلمہ ”صل“ ہو اور اصل کی بجائے وصل غلط چھپ گیا ہو۔ عنوانات یہ ہیں :

در بیان قرب نوافل و قرب فرائض حقیقت وجود۔ روایہ مکاشفہ۔ توبہ۔
درج، زہد، تقویٰ، صبر، توکل، صدق، اخلاص، محبت، توحید، فقر، تجرید و تفرید۔
مندرجہ ذیل کتابوں سے انتخاب کیا گیا ہے :

قرآن۔ روائج۔ اشعۃ اللمعات۔ خلاصۃ اشعۃ اللمعات۔ تفسیر البیضاوی۔
تفسیر القشیری۔ رفیق الفقراء۔ عوارف۔ رسالۃ القشیریہ۔ شرح فصوص الحکم۔ اصلاح صوفیہ۔
مقدمہ سلوک۔ شرح دیوان امر۔ المتعرف۔ خلاصۃ ارشاد۔ مونس الفقراء۔
کتب و رسائل کے علاوہ جن بزرگ اولیاء کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں :

نوٹ الاعظم۔ شبلی۔ جنید۔ شیخ نظام الدین۔ بہل۔ پیر میراں۔
شیخ عطار۔ محمد شیریں مغربی۔

اسی رسالے میں فقر و تصوف کی اصطلاحات کو بڑے مزیدار اور واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً یہ دو تین مثالیں دیکھیے :

۱۔ تصوف تصفیۃ قلب است از کدورات قالب ۔

۲۔ دنیا عبارتست از آنچہ بندہ را از خدا باز دارد ۔

۳۔ ملقب بمحافظت جوارح است از مخالف حق ؟

۴۔ جذبہ عبارتست از تقرب عبد بسوی حق ؟

۵۔ حجاب عبارت از انطباع صور کو نیہ است و سئل کہ مانع قبول حق ؟ بود ۔

مؤلف نے رسالے کے شروع اور متن کے درمیان چند رباعیاں اور اشعار درج کیے ہیں جو موضوع سے بھی مناسبت رکھتے ہیں اور دلپذیر بھی ہیں :

وعایہ رباعیاں بھی خوب ہیں ۔ ایک رباعی ملاحظہ کیجیے :

یارب زدو کون بی نیازم گردان وز افسر فقر مرغی ایزم گردان

در راہ طلب محرم ایزم گردان زان را کہ نہ سوی تست بازم گردان

رسالہ نورۃ

یہ رسالہ مطبوعہ رسائل میں ۱۷۱۷ سے ۱۸۳۳ صفحات تک محیط ہے۔ اگرچہ متن میں مصنف کا نام مذکور نہیں ہے۔ لیکن صفحہ ۱۷۸ پر ترجمہ فتوح النیب کے تحت جو اشعار درج ہیں وہی اشعار ہشت مغل میں درج ہیں اور شاہ ابوالمعالی کی زبانی مذکور ہے کہ انہوں نے ان اشعار میں غوث الاعظم کے اقوال کا منقولہ ترجمہ کیا ہے۔ بظاہر یہ رسالہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے اقوال پر منحصر ہے۔ اقوال عربی میں ہیں۔ شاہ ابوالمعالی نے ان کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے اور تشریحی اضافات بھی کیے ہیں۔ جا بجا اشعار داخل کر کے موضوع کو دلچسپ بنایا ہے۔ قول کلمہ لا تحم کے تحت درج کیا ہے۔ کل گیا رو لائے ہیں۔ بعض لائے یا غلام کے مذاہم کلمات سے شروع

ہوتے ہیں بعض جگہ اچھا کہہ کر کام کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

رسالہ کا موضوع فقر و درویشی ہے۔ طریقت کی تکمیل کے لیے اہم اور بنیادی باتوں کی تلقین کی گئی ہے۔ نظم میں یہ باتیں اور بھی دلنشین ہو گئی ہیں۔ مثلاً یہ اشعار دیکھیے :

اصل کارِ صوفیاں کم خواری است	ذکر و فکر و خلوت و بیداری است
ہاتھوں در کارِ خویش و عاقلان در کارِ دوست	ماشتان نریں ہر دو فاعلِ محمود و بد دوست
از دروں شو آشنا !	و از بیسروں بیگانہ شو !
در گذر از علم و عقل خویش تن	باش ساکت پیشِ ربِّ ذوالمنن
خاک شو مردان حق را زیرِ پا	خاک کنی بر سرِ ہوا را ہمو !
از بہاراں کی شود سرسبز سنگ	خاک شو تا گل برود رنگ رنگ

ترجمہ یازدہ ابیات قصیدۃ الصبا

قصیدے کے مصنف شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اس کا پہلا شعر یوں ہے :

ما فی الصبا منہل و منعذب الاولی فیہا الاول الذی الاطیب

شاہ ابوالعالیؒ نے اس کا ترجمہ کر کے تشریح و توضیح کی ہے۔ اس کا ایک نسخہ خطی کتابخانہ

”الریاض“ ملوکرجی میں الدین میں شمار ۲۸۰ پر موجود ہے۔ دوسرے رسائل کے ساتھ یکجا منسلک ہے

اور برگ ۶۲ سے ۶۸ تک محیط ہے۔ آغاز اس طرح ہے :

تبع از حمد و کلامی و صلوة قربت افزوی میگوید۔ زیرہ چین خوان حضرت قادریہ ابوالعالی محمدؒ۔

شاعر

شاہ ابوالعالیؒ شاعر بھی تھے اور غزلیں ”تخلص کرتے تھے بعض جگہ متلسی بھی تخلص کیے

انہوں نے غزلیں نام رکھنے کی ایک وجہ یوں بیان کی ہے :

ازان شد غرق نام من گزشتہ و حیران کہ ہر ساعت بسیر ملک شفق غرق دارم
 ان کا دیوان پنجاب یونیورسٹی لائبریری مجموعہ آذربائیجان موجود ہے۔ ۱۱۱ اور اق ہیں۔ ۹۶ الف تک
 غزلیات ۹۷۰ سے ۱۰۰۰ تک قلمیات و رباعیات، ۱۰۱ سے ۱۰۵ تک مثنوی، ۱۰۵ سے ۱۰۸
 تک مطالعہ کشین محی الدین عبدالقادر گیلانی مدین میں دو قصائد آخر میں قصیدہ مفرح اترج ہے،
 جس کے متعلق تحفۃ القادریہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مغرب اور عشا کے درمیان عراق کی طرف
 منہ کر کے پڑھے یا اگر پڑھنا نہ جانتا ہو تو لکھا ہوا ہاتھ میں لے کر کھڑا ہے تو رحمت الہی کے آثار
 نمایاں ہوں گے۔

غزلیات عموماً چھوٹی سچوں میں ہیں۔ سہل و سادہ، سوز و عشق سے مالا مال، مجازی بھی اور
 حقیقی بھی۔ لیکن وہ اپنے اشعار کو فنی لحاظ سے کچھ وقعت نہیں دیتے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں :
 دیوان غرق ہیچہ سوز است و عاشقی دیوانہ است در پی تزیین نمی شود!
 مگر از شعر قصہ غرق اعلا فضل آمد توازن این سخن را جان من نشیند ای گاہی
 غرق بگذر تشبیہ و مجاز و قریض شعر ترک من خوشی میکند اشعار سہل و سادہ را
 می کنم اشعار از اسرار حق بی ردیف و قافیہ اشعار ماست
 مجاز غرق شعہ و معما کہ پیش لعل خوشگویی تو لال است
 ابوالمعالیؒ اس بات کے قائل ہیں کہ عشق کے بغیر انسان کامل نہیں ہوتا، عشق زہر تو کلام
 میں سوز و اخلاص کہاں۔ علامہ اقبالؒ نے سوز و عاشقی کا دوسرا نام خون جگر کہا ہے۔ اسی کا قول
 ہے - ک - :
 نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
 غرق لکھتے ہیں :

غرق سہل سہل سوز و عشق و کلامش سوز و ساز دیگر است
 تازگی دارد دگر این بارہ قصہ غرق زانکہ میلش با جواں تازہ دای فزیر بود
 انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ وہ انسان ہی نہیں جسے عشق نہیں ہے

گرمِ عشقِ اک پرست چہ پاک ہر کہد عشق نیست آدمِ نیت
ابوالعالی اکثر صنف کی طرزِ عشقِ مجازی کو عشقِ حقیقی کا پُل سمجھتے تھے۔ وہ کہتے ہیں :
می توانی در حقیقت عشق باخت در حجاز این شیوہ مگر و زیدہ ای
اور شاید ان کے پیر کا فرمان بھی یہی ہو :

گر گندار شاد پیر بالمشقِ مرطوب بندہ مخلص ہوا دارم بجاں باشمِ مرید
ان کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایک نوجوان سید سے پیار تھا۔ ان کے متعلق لکھا ہے :
دارُ باسید محمد کہ بصدِ زیبائی تشکل شد ستر تا بقدمِ نورِ خداست
ان کے ایک اور محبوب کا نام عبدالرشید تھا :

چوں خدا و حسن و خوبی مثلِ او کم آفرید از خدا خواہم کہ باشم بندہ عبدالرشید
ان کے ایک محبوب دھلوی تھے اور دوسرے بلوچ، چنانچہ ان کی تعریف میں لکھا ہے :

اُن دلبر دھلوی کہ رشکِ سورا است چوں مدہ ستر تا بقدمِ پر نورِ راست
گفتم بجمالت برسہ ماہ دو ہفت ؛ گفت ز کہا، ہنوز دھلی دورِ راست
نگارین چو بلوچت رخ چو مدہ دارد بسوہای بلوچی مراتب دارد
بر ہیچ روزِ سرخون من نمی گذرد بل ز جہل بلوچی خدا نگہدارد

یہ تو یقینی ہے کہ ان کا عشق پاک تھا۔ اس بات کی تصدیق بھی انہوں نے خود کر دی ہے :

چوں بہ آں ماہِ عشقِ من پاک است از رقیباں او چہ پاک مرا
ان کے اشعار میں عورت کی تعریف بھی ملتی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے واضح ہے :

شلوارِ سرخ و مقنعہ زرد آں نگار ساقی بہار است بیا جام می بیار

ردمی گلرنگ تو خود راحت و آرام دست گر گنی زیب جگلو نہ زمی نورِ نبور

قشقہ سرخ امی بتِ حسنی برجبین تو برگِ گلنارِ راست

انہوں نے محبوب کے ساتھ راز و نیاز، بات چیت اور نوک جھونک کو بھی پیارے انداز سے

تکلم کیسے مثلاً :

غزنی دوش برش قدہ سلئی می گفت لُفت : موجود غنیمت شمر افراز گو
غزنی دوش برشش نامرتبی می گفتم تند شد گفت : برو عشق دگر دواز باد
آمد آن مزچوں زمین توقف دید و گفت
آمدی پیش دیدہ وقت نماز چمیت ؟ فرما : نماز بجز اریم
چرگفتہ : امی لپہر رحمن بہمن گفت برو بابا کہ اینہا کار بہمن نیست

بعض اشخاص سے ظاہر ہے کہ غزنی مام کے مطابق تمثیل سے کام لیتے ہیں۔ پہلے ایک مصرع میں ایک بات بیان کرتے ہیں۔ دوسرے مصرع میں اس قول کی تائید و توثیق کے لیے منطقی استدلال کے طور پر ایک مثال لاتے ہیں مثلاً :

عزیز عشق بدل داند و لب را مکشا سراں کشیدہ فرو بند کہ بادی بخورد
غزنی زلف تو گرفت و نیا شقت قریب کہ شب قدر نیا دیز سگان آوار می
از سخنامائی ماحپہ می سخن مست معتبر نبود

غزنی صوفی منش تھے۔ خوب ریاضتیں کیں۔ سفر کیے۔ اہل اللہ کے ساتھ زندگی بسر کی۔ تکلف پیوڑا۔ غیر اللہ سے مزہ موزارہ و معانی مراتب حاصل کیے۔ قاب قوسین تک پہنچنے کی فٹاں منسو کی طرٹا لیا الحق پکارنے کا دم غر ظاہر کیا۔ وہ عشق الہی میں کشت و کرامت کے اظہار کو وقعت نہیں دیتے۔ وہ سوز و دل کو ہی اہل دعا سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو نمک قلم نہ تو حید لکھا ہے۔ ان کو اپنے مرشد کشینی می الدین عبدالقادر جیلانی سے والہانہ عشق تھا۔ وہ ان کو بعض موقعوں پر اسی طرح مخاطب کرتے ہیں۔ جیسے خدا کو پکارتے ہوں۔ ان کے دیوان میں تصوف و سلوک اور جذب و معرفت کے مضامین جابجاملتے ہیں۔ نمونے کے طور پر چند اشعار پیش خدمت ہیں :

تاری بر سبز الا اللہ غرض غیر جسم زن بہ تیغ لا الہ

قاب تو سین از چہ آمد منزل غریبی بر بام او ادنی بر آ
 ملک و ملک بیک ہوزدہ ناچسبہ کنیم ماکہ در قلزم توحید نہنگ آمدہ ایم
 دیدہ ام دیداست بیچوں را بچوں خلق می گوید بگو چوں دیدہ امی
 بعض غزلیات میں خدا کو یا مرشد کو محبوب قرار دے کر مجازی اصطلاحات میں مضامین
 پیدا کیے ہیں لیکن اکثر حقیقت کا ہی گمان ہوتا ہے۔
 غزلیں عمدتاً پانچ پانچ چھ چھ اشعار پر مشتمل ہیں۔ بیان واضح و صریح ہے اور مخاطب
 کا انداز لیے ہوئے ہے۔ ان کی چند ایک نمائندہ غزلیں ہم یہاں درج کیے دیتے ہیں تاکہ ان
 کے زبان و بیان کا اندازہ ہو سکے۔

دیدن روی او صف بخشد	شہید لعل شفا بخشد
پر تو عکس شمع رخسارت	حرم دیدہ راضیہ بخشد
دل غمش را بجان کجا بدھد	بگدا لقمہ کی گدا بخشد
غریبی ہر کہ مست شد در عشق	نقد دل را بہ دل رہا بخشد
نیت در ہیچ نازنین مہدی	مولیانرا وفا بخشد

عاشقان را چہ برگ و ساز بود	مایہ عاشقی نیاز بود
صبح بکشد چشم مست از خواب	دور رحمت بصری باز بود
ہر کہ دید آن دو چشم و گیسو گفت	رسن تالاس دراز بود
غریبی دوست عاقبت محمود	کہ بہاں بندہ ایاز بود

دل از آتش رخسار تیاں می سوزد	اللہ اللہ چہ توان کہ کہ جاں می سوزد
دل و جان سوخت چوں رُپ از بشتِ بخ تو	کہ گنم آہ انیں حال نریاں می سوزد

ز آتش لعل تو جان و دل ما سوخت اگر آتش اینست بیک ذره جهاں می سوزد
شمع می سوخت که یعنی بر خست ماندم همه گفتند که ناواں بجهاں می سوزد

شاه عزیزین چه بچب که نگراں درگوار است که دل و دیدا یازش طرف لاهور است
گر بایں دولت و غریبی سوی ما کم نگری گدای از تو نداریم که دولت کو راست
نیت در زاده یکین هوس سبز خطلان سبزه کم روید آن جا که زمین شور است
غریبی سومعه بزار و سوی میکده آنی زاده ماست که اوزنده کنون درگوار است



ملفوظاتِ شہابِ اہلِ المعالیٰ

محکم دلائل
مستدل

(فارسی متن)

مُتَبَّ:

سید محمد باقر بن شہابِ اہلِ المعالیٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَحْضِ اَوَّل

از غوث الثقلین رضی الله تعالی عنه نصیحتی خواسته بود. فرمودند: باید قرآن بخوان. امر و نهی
نگاه دارد و هر درویش و مسافر که برسد، سفره طعام هر چه باشد، پیش آورد و غیب و حضور راست باش
و از نفاق صد کن و دائم وضو لازم گیر و آنکه قیام من است او را با وقار و حرمت دارد با قضا و قدر
ایضا شود بعد از آن حرفی دیگر در میان آورد. بزبان مبارک این بیت را نندود و سه بار تکرار فرمودند:

شاه گیلانی که مردم را چو نور دیده است
من غلام وی که حق ما را بوی بخشیده است

درین اثنا را خوی محمد عارف بخدمت حاضر آمدند. غالباً ایشان در خاطر شریف سر امر کرده
آمده بودند. اگر وقت نولهده بود تکلیف کنیم. یکم جمع تیمنا فرمایند که در نگین نقش کنم و دیگر برای
خود نصیحتی عرض کنم. در خانه رها نمائید. آیا چه ظاهر گردد. ایامی در آن فرمایند. توجه با خوی
فرموده فرمودند. وقت سحر این بیت بنماط رسیده بودند.

بست اسرار خدا را کاشف طالب فیض محمد عارف

همان حین بنماط فقیر خلو شد. اگر برای این حقیر یک بیت فرمایند چه بهتر شود. بجز این طور
بفقیر فرمودند. برای شما هم بنماط رسیده. آن اینست:

بود معمور فیض لایزال محمد باقر ابن ابوالعالی

باز توجه با خوی محمد عارف نموده فرمودند. الحال محمد کاشف بظهور می آید. همان ساعت
کسی از خانه اخوی دیده آمد و با خوی عرض نمود که در خانه شما پسر بوجد آمد و فرمودند. حضرت
غوث الثقلین رضی الله عنه را وقت وصال نزدیک رسیده بود. سید عبد الوهاب نصیحتی طلب فرمود

حضرت فرمودند :

عليك تفوی الله عزوجل - ولا تغف احداً ولا ترح احداً بسوی الله
 وكل العوالم الى الله ولا الا علیه واطلبها جميعاً منه ولا تثن باحد
 غیر الله التوحید ، التوحید اجمالاً کل - پرہیزگاری کنی خدا را از هیچ کس
 بیم نداری - هیچ یکے را جز خدا و بسپاری خود را بخدا - بر لطف خدا
 و بخوابی - ہر حاجات را از خدا و استوار داری - هیچ کی

ہر چه اندیشی پذیرائی ناست آنچه در اندیشہ ناید آن نداشت
 انوی برخصت حضرت سخنانہ رفتند بعد از ان حرفی دیگر در میان آمد بعد سائی
 باز فرمودند : دَع عند النفس والهوى كن ارفضا تحف اذام هو لا اء القوم ورونا
 ہں ایدہم - الحق عزوجل یخرج المحی من المیت ویخرج المیت من المحی - والمومنین
 حیئ والکافرومیت والموحد حی والمشارك میت - قال عزوجل فی بعض کلام -
 اول من مان من خلقی ابليس یعنی عصائی - فماتة بالمعصية -
 دریں اثنا یک پارچہ چو تار و یک پارچہ محمودی نیاز آوردند - آنرا البقیہ عنایت فرمودند -
 شیخ جمال خیاط حاضر بود - فرمودند - بہ اسلوب محمد باقر جامہ ای از محمودی و از ار از
 چو تار قطع کن و خوب بدوز جانانہ روی مبارک بمولوی آوردند و فرمودند کہ بفرزدی از تخت
 مرا الفتی و محبتی است و حق تعالی این را ہم بابا الفتی و محبتی دادہ - الحمد لله علی ذالک
 بعنایت تمام فرمودند -

بر سریر سردی سلطان محمد باقر است جان دل را دیده دل را جان محمد باقر است
 "فقیہ شب گذشتہ در خواب بندہ مت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و بلازمہ حضرت
 نوٹ التفہیم مشرف شدہ بود و پیش ہیچ کس اظہار نمودہ بود تمامی آنرا بمولوی گفتند - در
 حیرت شدم گفتم سبحان اللہ - فقیہ پیش ہیچ کس اظہار نکردہ - آنچہ بندہ دید - از سر بر تاج او نکردہ -

رومی مبارک که بطرف فقیر آورده فرمودند :

معالی را همین چوں در نوثان دگر ساقی

که از جام آتید باد اطلاق می نوشد

در آنکج مشاهده یار آن عزیز

مرات صغانت عکالت جانان ایما

آنکه واقف گشت بر اسرار پند

سیر غملاقات پیر بود پیش او

مولوی سن را رخصت اگر فرمودند و فقیر را فرمودند تا ایامی که می رفتند مولوی را رخصت

کرده بیاتید در همین اثناء شخصی آمد و خبری آورد مولوی نهایت فرمودند وقت شام رسید

فرمودند که حضرت غوث الثقلین نیت افطار روزه چنین فرمودند : بحمد لله اللهم

لك صمت وعلى رزاقك افطرات سبحانك وبحمدك اللهم افضل منا فانك

انت السميع العليم و آب افطار فرمودند حاجی حسین حافظ که از میان او مخلصان خاص

است حاضر بود و در خاطر داشت که با گره روم از بخیر جی عاجز آمده ام و از ایران دوستان

بزمی بدست خواهد آمد درین مضمی سابق بفقیر گفته بود که یک وقتی رخصت نخواه گرفت به خاطر

رسید که عرض نموده شود بجز و فطور و ساجی حسین حافظ آورده فرمودند بزرگان فرموده اند و بپوشی

راحت تمام است و از آفتماکے دنیا امین است اما غایت سختی در کار درویش است که

او را فاقه راند پس آنشب که او را فاقه افتد آنشب او را معراج بود منتو مست - درین

شب معراج هر چه بود در نظر حضرت پیغمبر صلی الله علیه و سلم آورند بگوشه پیغمبر ندید گفت :

الْفَقْرُ فُجْرٌ - ای دوست اگر امروز آنچه نمود و شداد و فرعون را دادند ترا ندهند

زیرا این منزلیست عظیم حضرت غوث الثقلین از پیغمبر صلی الله علیه و سلم نقل فرموده اند مثل دنیا و

آخرت چهل مشرق و مغرب است بهر چندی که میروی که بدین نزدیک شوی از آن دور گردی بهر

زبان شریعت بدوق آورند

دنیا که سرایت بلب لبی مروین

حق خادم او ساخته ابله کن

خواهی که در آن خسل نباشد با تو

چیزیکه مرا راست درویش کن

فرمودند: در هر دل که دنیا جای گرفت خرابست خانه خواب در آمدن در آن مرا
و ترا نشاید. دل خراب حق تعالی را که شاید دل یکی بیش نیست. چون به محبت دنیا پرتند آخرت
راوردی جانماند.

زده در رخسار در دل ترا بهتر از هر دو جهان حاصل ترا
حضرت غوث الثقلین فرموده اند، اگر همه نعمتهای دنیا و آخرت پیش فقری آرند،
بگوشت چشم تنگد، بت راه خود نساورد. همین گوید لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. هر چه تحت کن در آمد
است، چون بلا نفی شد إِلَّا اللَّهُ نقد گشت. در ذکر حق چنان مشغول گرد که مدیت نفس
و محبت وی مدخل نیابد:

این سر ایست که البته خلل نخواهد یافت خرم آن قوم که در بند سرای دیگر اند
غربتی هر چه بجز دوست بود و در انداز مذهب اهل دلانست بکسار میا
حاجی حسین حافظا گریان بیای حضرت افتاد و تائب از سر گشت. حضرت عنایت
فرمودند أَصَبْتَ فَأَنْتُمْ
که یکدم با خدا بودن بر از ملک سلیمانی



محل دوم

تبارخ هفتم مانده که بملازمت حضرت ایشان نشسته بودم. یک شخص برید و پرسید که
 الْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ چیست ؟ فرمودند : علمائے ظاهر در باب فقر اضطراری
 فرود آورده اند و صوفیه در باب فقر اختیاری حضرت غوث الثقلین درین باب فرمودند که کمال
 فقر آنست که مرتبه انقار رسد کوفین و ما فیها او را ادراک نتواند کرد و کبریا را دای او گردد و در آن
 باب بس حقائق و دقائق فرمودند و بدان تقریب این مہیا برخوانند :-

برای فقر و فنا تا ز سر قدم دارم	ز در وجود نشانی نه در عدم دارم
زمین ثابتہ خود چه جای دم زدن است	که هر چه دارم از آن نازنین صنم دارم
رسیده ام چو معالی غنای مطلق را	برای فقر و فنا تا ز سر قدم دارم
برنگی شو که رنگی برنتابد	سواد الوجه فی الدارین اینست
این ابیات نجمۃ فرجامی بر زبان آورند :	

ممکن از تنگنای عدم ناکشید و رخت	واجب بملکوت گاہ عیان نماند و گام
در حیرتم که این ہمہ نقش غریب چیست	بر لوح سورت آمدہ منظور خاص و عام
باد و نہاں و جام نہاں آمدہ بدید	در جام عکس باد و در بادہ عکس جام
جائی معاد و مبادی ما وحدت و بس	ما در میان کثرت موحیوم و السلام

بر خاستہ ہمہ یار از اخصت فرمودند و فرمودند : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ہاں
 وقت در خاطر این حقیر گذشت کہ سلام قبل کلام مشہور است و حضرت ایشان در آخر کلام فرمودند :-
 ہنوز خطرہ تمام نشدہ بودہ فرمودند کہ حضرت غوث الثقلین فرمودہ اند کہ سلام وقت رفتن نیز باید
 گفت کہ بالغ لام گویند یا بغیر الف لام و ازین زیادہ نکند - سوار بر پیادہ و قاعد بماشی سلام

بگوید و مرد بزین سلام نکوید مستحب است در میان عورات که با خود سلام بگویند و نیز مستحب است
 که مرد بزین پسر سلام گوید و درین اثنا پرسیدم که صائم را مسواک کردن چو نیست؟ فرمودند: کند آنرا
 مبالغه نکند. این است خلاصه سخن فقها اما آنچه حضرت غوث الثقلین در غنیه فرموده اند این
 است: **يُجْتَنَّبُ الْمَسْوَاكُ بَعْدَ الزَّوَالِ** یعنی صائم اجتناب کند مسواک را بعد از دوپهري
 بعد از آن عرض نمودم که اعتکاف در مسجد اولیایور بیشه؟ فرمودند: حضرت غوث الثقلین فرموده
 اند: **وَيُشْتَبَّ لَهُ اعْتِكَافٌ وَلَا يَكُونُ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ تُصَلِّي فِيهِ الْجَمَاعَةُ** یعنی مستحب
 است از برای صائم اعتکاف و مستحب نمی باشد که در مسجدی که نماز میکنند در آن مسجد جماعت و در
 اعتکاف مشغول به تسبیح و تمهیل و تلاوت قرآن و درود و ذکر کلمه طیبیه باشد. وقت شام شد ابر
 بود. فرمودند: حضرت غوث الثقلین فرموده اند: **يُتَحَبَّبُ لَهُ تَعْجِيلُ الْإِفْطَارِ إِلَّا فِي يَوْمِ الْقِيَمِ**
 یعنی از برای صائم روز دوازدهم در افطار کردن روز ابر تاخیر کند.



فصل سوم

تاریخ دهم ماه مذکور بملازمت حضرت ایشان نشسته بودم شخصی آمد که ظاهراً بسیار
بصلاح و صلاح آراسته می نمود. برای او قیام و تعظیم فرمودند و حضرت ایشان برای سحر و علم
بسیار تعظیم فرموده اند. در خاطر گذشت یارب چه سبب باشد؛ بجز در این خطر فرمودند که حضرت
غوث الثقلین در غنیة الطالبین فرموده اند: یکوه القیام لاهل المعاصی و الفجور و سبب
الاضام و الوالدین و المورع و کرام الناس یعنی مکروه است قیام از برای اهل معاصی و
فجور و مستحب است از برای امام و مادر و پدر و اهل دین و مومنان بزرگ آخر ظاهراً شد که این مردم لاهل معاصی
فجور بود و در بین سنین عرض کرده شد که شیخ سعدی رحمة الله علیه را بنی اعزّه نوشته اند که از
دست حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رضی الله عنه مرید است. چگونه باشد که از تاریخ چنان
مفهوم می شود که چهل و یک سال بعد از فوت حضرت غوث الثقلین تولد شیخ سعدی بوده
فرمودند: راست است از دست شیخ عبدالقادر ثانی که پدر حضرت شاه عبدالذاق بن حضرت
غوث الثقلین است و بصورت و سیرت شبیه با آنحضرت بوده، مرید است و بعضی اهل باطن
از روح شیخ سعدی علیه الرحمة، همچنین خبر داده اند و بعضی که حضرت غوث الثقلین را حضور گفته اند آنجا
غلط نموده اند. درین اثنا حاجی عبداللّه نام سیاحی بملازمت حضرت ایشان به نیاز تمام آمده و شرف
شد و عرض کرد که بحضرت روشن است که در جواز سفر مکه معظمه نموده بودم. و در دیابهار بشکست
و من بر تخت مانده. از هدایت حادثه لرزان و خیزان بودم و بعضی اعزّه که زیارت کرده بودند و یاد
آدم. یاد می کردم و داد می خواهم و میگفتم که یا اللّه برکت رسول حق بر که درین وقت غوث بهان
کرده بود، برسان. و درین ایس ناگاه یک شخص ظاهر شد و دست من گرفت و بکنار رسانید
و یک حقه به سبب من داد. بیت خرمادران بود. پرسیدم که یا حضرت! اسم شریف ثانیست؟

فرمودند: ابوالعالی فرمودند. فراموشش کرده‌امی در حسین گهر ملاقات نموده داین بیت
خوانده بودی: ۵۵

زمین عشق بچنین صلح کل کردم تو خصم گرد ز مادوستی تماشا کن
و اما حال باین بیت ذوق می بریم حضرت فرمودند: یا عبدالله بن بعداین را ز پیش
بجکس اظهار خواهی کرد.

چو سعدی عشق پنهان در زلالت گیر و آسایش که تنها ملک میراند چو مشوقی نهان دارد
عاجی عبدالله عرض کرد که ارادتهای سماعت مذکور که از ملکه نبات یافته ام، بوده و هست
که حضرت سر یکند و تلقین فرمایند که حضرت ایشان سر یکدند و فرمودند: ۵۶

ترا این پند به از همدو عالم که بی پا خستد تا ناید بر دل دم
فرمودند که حضرت غوث الثقلین فرمودند. سر میرا نشاید که با وجود پیر خود بدگی می توجه کند و
بملاقات رود. خصوصاً مریدان غوث الثقلین را. بزبان رانند ۵۷

امی خدای من مرا انجم کار زنده و مرده بهشت بهر دار
فرمودند: این سلسله غلطی است که معزز است سر و دست نگذار. اول فرانسز نگار ای
دوم از مظالم به پیر میزی. سوم دل به هیچ کس نه بندی الا بحق و فرمودند. مریدان بود که خود را در پیر
پیر بازده، الارباده ترک، الارباده و آن این بود که از خواست خود چنان بیرون آید که مادر از پوست
دمرده در تحت تصرف غسال. اگر ذره اعتراض او را باقی بود یا نوعی چوین و چپ را در باطن می
جائی بود. خود پرست بود نه پیر پرست. یعنی آنکه گویند مرید پیر پرست باید تا خدا پرست تواند
بود. من یطعم الرسول فقد اطاع الله همین است اصحابی کالتجوم بایهم
اقتدیتم اهدیتهم. اشارت بدین است

۵۸ کلیات سعدی می بیند شعرا را طریقی: چو سعدی عشق تنها باز و راحت بین و آسایش تنها مان
میراند که منظوری نهان دارد

فرمودند منقولست. مریدی پیرو خود را گفت. اشب در خواب دیده‌ام که شما چیزی فرمودید
من گفتم. چرا. پیر در حال از وی روگردانید و گفت. اگر در بیداری چرا در باطن تو بای نمی‌ماند بومنی
در خواب نیامدی از تو پیرا برو کار از سر گیر. فرمودند محبت این طائفه داشتیاق این گروه زندک
دولت است و نه هر دلی شایسته این نعمت عظمی است که توان نمود. شتو سرور و دو بهان صلی الله علیه
و سلم میفرماید اللهم احیی ملکینا و احشرنی فی نامه المساکین این مکنت جز تسلیم بودن بر بی
مایل نگرود.

غریبی تاملی توانی روز و شب از خدا جسد عشق پیرو خود مخواه
درین اثنای بنفیر تو بر فرمودند که حضرت ثوثر الثقلین فرموده اند یکرا تنف الثیب
یعنی مکروه است پیدین موسی سفید و مستحب است تعلیم ناخنها. روز جمعه باید که تعلیم ناخن
باشد یعنی از دست راست ابتدا بخنصر کند پس وسطی پس ابهام پس بنصر بعد تعلیم مستحب
است فصل سر انگشتان و دفن کردن ناخنهای بریده شده در خاک همچنین است حکم موسی سرور
بن دنون جامت و فسد حضرت ایشان برخاستند و این سبیل را در گوشه برده طریق و آداب
ذکر کلمه طیبیه چنانچه روش سلسله حضرت قادریه است تلتین نموده فرمودند. اربعین بار و فقرای
حضرت قادریه حاضر وقت خواهند بود و رخصت دامن کوه فرمودند که در اینجا مشغول گردد. بعد از آن
ساعتی با آن سیاح نشتم و حرف و حکایت کردم. گفت در دل گذشته بود که از شفت شیب و آنچه
فرمودند همه از حضرت ایشان پرسم. هنوز در خاطر بود که حضرت فرمودند و این هم بخاطر داشتیم که اگر
رخصت خواهند فرمود بخوام رفت و خواهم گفت که چرا روم آنچه می‌خواستیم یافتیم.



محل چہارم

بتاریخ ہفتدہم ماہ رمضان المبارک حضرت ایشاں در خلوت بودند و فقیر یاران دیگر بیرون
نمظر بود. ناگاہ تشریف فرمودند و چند اوراق در بغل داشتند. در خاطر خطرہ شد. پیش ازین کہید
ام کہ حضرت اوراق در بغل کردہ تشریف آورده باشند. دیرین اشناک منحل آمد و استدعای انتظام
سلسلہ عظیم الشان حضرت قادریہ نمود. اوراق از بغل بر آورده آنچہ مرسوم این سلسلہ است تعلیم
فرمودند و مرید ساختند و فرمودند: الوصیۃ علیک بصدق المتقال و اکل الحلال و الاخلاص
فی کل حال. فرمودند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند: فی ابن آدم سفۃ اذا ملعت ملعہا سائر
جسدہ و اذا فسدت فسد سائر جسدہ. الادھی القلب. و حضرت غوث الثقلین فرمودند:
صلاح القلب بالتقوی و التقوی بالتوکل علی اللہ عزوجل و التوحید لہ و الاخلاص فی
الاعمال و فسادہ تقدم ذالک. حضرت ایشاں برخاستند و ہمہ یاران را خدمت فرمودند
و خود در باغچہ سیر می فرمودند. دیرین اشناک یک شخص رسید. او از ملک پنجاب بود و سیاحت بسیار
کرده آمدہ بود. چنانچہ اول باوصاف ذمیمہ موصوف بود. بعد سیاحت نیز ہمچنان باوصاف
ذمیمہ متصرف می نمود و از سیاحت خود می تازید. قدہوسی حضرت ایشاں کرد و در و بفقیر آورد
فرمودند کہ حضرت غوث الثقلین در باب مسافرت فرمودہ اند. یجب ان یكون سفر المؤمن
من اوصاف المذمومة الى صفات المحمودۃ. خود در سفر محال کند خواہ در حضر. آن شخص عرض
کرد کہ احوال ہم ارادہ مسافرت دارم. شب گذشتہ بر مزار محمدوم پیر علی جویری می رفتم و بہ
مزار بوسہ دادم و فاتحہ خواندم و تکیہ سر بر آن کردہ شب بر آوردم. از مدعای خود در خواب
ہیچ ندیدم. فرمودند. حضرت غوث الثقلین فرمودہ اند کہ زیارت قبول کنید و بوسہ ندہید و تکیہ
بر قبر نکنید کہ این عادت یہود است و فاتحہ خواندن برین طریق سورۃ فاتحہ یکبار سورۃ اخلاص

با خلاص ایزده بار و دیگر هر چه قرآن یاد باشد بخواند و اگر سورة الیسین خواند بهتر است و ثواب
آن بصاحب قبر بخشد تا صاحب تعزفی و مقامی توجیه نمائسته باشد و حکم نموده باشد، هیچ
دعا که این معنی دیده نمی شود و نیز حضرت غوث الثقلین فرمودند: لا تسأمو و انتظر یعنی طول
نشوید از سوالی بدگاه رب العزت و دعا را منتظر باشید بر حصول مدعا و بآن سیاح فرمودند که تو
هیچ ندیده ای - بنابر آنکه مخالف شریعت نبوی کرده ای - این بیت بر زبان شریف رانند سه
حسن دعای تو اگر مستجاب نیست مریخ زبان تو دیگر دبل و گرد دعا چرخ کند
و نام سیاح حسن خاں بود -

محلِ نخب

بتاریخ نوزدهم ماه مذکور سعادت دریافت ملزمت مستعد بودم و بفقیری فرمودند هر کدام
 بعقل خود گمان افتد و بتفصیلات بواجب نفسانی و شیطانی از تبعیت شریعت بیرون افتد و عقل
 ناقص خود می گردد و از سعادت محروم می شود عقل در کار خدای مگوئنا راست که عقل آنست
 قیاس است و خدا بقیاس را نیاید که خدا بر مشیت است نه بر قیاس بنده گان عقل مخلوق عاجز
 است عقل را بیا فرید تا بدانند که بندگی چگونه باید و متابعت انبیاء و پس روان ایشان چنان
 باید کرد و فرمودند منقولست ان الله تعالى خلق العقل فی احسن صورته ثم قال لند
 اقبل فاقبل ثم قال لند ادبر فادبر فقال وعزتی و جلالی ما خلقت فی خلقی اجل منک
 بلک اعطی بلک اهد و بلک احاسب و بلک اعاقب و الدلیل علی صحتها هذا ان الله تعالى
 خلق فی عباده خیسین و هو الامر و النھی و کلاهما موقوفان علی العقل کما جاء فی التنزیل
 فاتقوا الله یا اولی الالباب یعنی تحقیق الله تعالی پیدا کرد و عقل را در یک صورت پس گفت
 آن عقل بیا پس آمد پس گفت آن عقل ما برو پس رفت پس گفت خدا تعالی سوگند عزت
 من و بزرگی من پیدا کرده ام من در پیدایش خود بزرگ تر از تو بودم میگویم تو حساب
 میکنم و تو عذاب میکنم و رهنموی میکنم بر صبیحی بودن این دلیل نیست بدستی و راستی که حق تعالی
 پیدا کرد در بنده های خود دو چیز را و آن دو چیز امر و نهی است و این هر دو موقوفند بر عقل چنانچه
 آمده است در قرآن برترید خدا را ای صاحب هوش (ذوی العقل) درین آئین شخصی رسید
 اقوال شتی می گفت و گفت هر آنچه بعضی راست آید بر آن عمل باید کرد بتبعیت پیغمبر صلی الله علیه
 و سلم و مشایخ رضوان الله علیهم اجمعین را چه حاجت؟ حضرت فرمودند امر است اطیعوا الله
 و اطیعوا رسوله و اولی الامر منکم فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون -

بر زمین خواب رود و کمرأصلوة الحاجات ادا نماید حق سبحانه و تعالی حاجت برآورد. بعد از
فرمودند که حضرت غوث الثقلین فرموده اند که چون بنده مبتلا می شود مبتلا اول علاج دفع آن
از خود می کند. چون خلاص نمی شود طلب یاری در دفع آن از غیر حق بخلق الله میکند. هیچ
و فایست نمی یابد. توجه حق میکند و از غیر حق روی می گرداند و تضرع و زاری بدرگاه حق می
نماید. هیچ کشایش نمی یابد. باز توجه بخلق می کند و در پی سبب می رود. هیچ فقیاب
نمی شود. و باز به سبب روی آورد. هیچ فقیاب نمی شود. باز بدرگاه الهی تضرع و زاری بر
می افند و از غیر بالکلیه منقطع می شود فلا یسری الا فعل الحق عزوجل. نمی بیند آن
بنده هیچ فعل را که فعل حق نصیر موقناً مؤحداً. لا فاعل الا الله یعنی یقین میگوید
بنده را که فاعل حقیقی نیست مگر ذات واجب الوجود. بعد از دفع خواطر می شود و خاطر جمع
می دارد و هیچ تفرقه و ادراه نمی یابد و میراند

اندرین دانه دیار یکبیت ائمة النافع والنصاریکبیت
و بعض سعادتمندان راق سبحان بدین روش او سلوک میسر میکند و بمطلب میرساند.



محل ششم

تاریخ بیستم ماه رمضان المبارک بملازمت حضرت ایشاں عرض کردم که توسل بحضرت غوث الثقلین در حاجات چگونه باید کرد. فرمودند که دو گانه آنحضرت ادا نماید. در رکعت اول بعد فاتحه سوره اخلاص یازده بار بخواند و در رکعت دوم بعد فاتحه سوره قل یا ایها الکافرون یازده بار بخواند چون سلام دهد بر پیغمبر صلی الله علیه وسلم یازده بار درود فرستد و متوجه قلب گردد و یازده قدم رود. در هر قدم یازده بار با حضور تمام بگوید: یا شیخ عبدالقادر شیتا الله و حاجت خود عرض دارد و نذر حضرت قبول کند. باز بنشیند و هزار و یک بار اسم اعظم با شراط بخواند و آ یازده روز یا شب لازم گیرد. اگر چه پیش ازین حاجت برمی آید اما تا یازده روز حدست. در خاطر خطور شد که حاجت صعبی دارم. اگر خصمت یا بم متوجه کردم. بجزر خطور فرمودند. رخصت دادیم. بکن آنچه درین شرط بود. فرمودند. همان شب عمل نمودم. حق سبحانہ و تعالیٰ بفضل خود و کرم ایشاں حاجت بر آورد. در آن شب بواقع دیدم در یک جا ایستاده ایم. بزرگان بسیار در آنجا شسته اند. یک شخص پیدا شد که شبیه بحضرت ایشاں می نمود و همه بزرگان برای تعظیم او برخاستند. همه ناگذاشته پیشی روان شد گویا یک بشیبه محفوفست. در آن درآمد و این حقیر نیز قدم بر قدم ایشاں روان شده در پس ایشاں با دلب تمام می رفت. ناگه یک خانه نورانی ظاهر گردید. در آن آمدند و فقیر گویا در عقب است و ایشاں در آنجا مستغرق بباد حق شدند بطریق مراقبه. و اینه خوف مستولی گشته ایشاں چون از آن حالت فارغ شدند. عالم چگونه گرد و چنان باز توأم رفت. درین اثنا حضرت فارغ شده متوجه گشتند. فقیر را در بغل گرفتند و فرمودند. هیچ ترس نکن و اشتاق بید فرمودند.

آنچه ما از آن جان دید و دانسته ایم
بهر گفتن نیست بهر دیدن دانستن است

فرمودند: تو مجاز را خواندی. از روی حقیقت بخوان. بنده عرض نمود: طور حقیقت بفرماید
که بخوانیم. فرمودند: این را از ابوالمعالی دریاب. بیدار شدم. حاجت صبح خود همان ساعت
منقضی دیدم. بگناه بسلامت حضرت ایشان آمده مشرف شدم. بجزود و تعظیم بنده نمودند و
فرمودند که شرب حضرت غوث الثقلین بر تو بسیار شفقت کردند.

عرض کردم:

من که باشم که بر آن خاطر عاقل گذرم. لطفاً میکنی ای خاک در تلمیح هم
و ماحول مسألت نمودم. فرمودند: حقیقت وقتی میرسمی شود که این دو چیز حاصل شود.
یکی فنا از خلق بحکم الله تعالی و دوم فنا از هوا بام خدا. علامت فنا از خلق القطار از ایشان
است و ناامیدی از چیزها که در دست ایشان است و علامت فنا از هوا ترک یک
نیست و تعلق است بسبب دریافتن نفع از دوا آنچه طریق خواندن اسم اعظم بود بفقیر
تلقین فرمودند و دیگر آنچه لازم حصول معبود از حقائق بیان نموده فرمودند. اجبت قلزم.
درین اثنا شخصی بسعادتی قد مبوسی مستعد گردید و عرض نمود که مدتهاست که از شر
نفس شریر به هوا و هوس نفسانی و شیطان مشغول بودم. دیرینه در راه جامع مسجد خیم بنده بر
جمال مبارک افتاده بود. از آن وقت دل از لذات نفسانی سرگشته را از اوقات گذشته
پشیمانی حاصل شد. اکنون بخدمت آمده ام که تائب گردم و چنانچه تلقین شوم. علی الدوام...
الشارع مشغول باشم. به تجدید عهد نمود. فرمودند: حضرت غوث الثقلین فرموده اند:
اجهد ان يكون مظلوماً مقهوراً ولا تكن قاهراً واجهد ان لا تأكل لقمة
ولا تمش خطوة ولا تجعل شيئاً الا بنيه صالحاً. یعنی بگوش تا آنکه با نیت مظلوم و تم رز
نباشی تو قهر کننده بلکه با نیت قهر کرده و شده که این بخوری لقمه و زودی گامی مگر بنیت نیک و
فرمودند: بوج و خاموشی و خلوت و وسع که عبارت از ترک همه گناه است و مراقبه که عبارت
از حفظ جوارح است. لازم گیری و ذکر مداوم با نیت تابی اختیار جاری باشد و طریق آنست:

که لا اله الا الله از زیر ناف بر آری و در دراز کشی و نفی ماسومی الله کنی که نیست هیچ معبودی و مقصودی
و معبودی و تا کشف راست رساند که غیر حق را از دل کشیدم و پس پشت انداختم و باز دم جدید
ستاند و الا الله بر دل ضرب شد که کند وقت اثبات مطلوب با خود اندازد و اندیشد که خدای
واجب الوجود معبود و مقصود و موجود نیست و در دل ثبات گرداند تا بحدی رساند که هر وقت دل
جوید بی اختیار درین مطلب عظمی حاضر باید یعنی ملازم حق یا بدی می فرمودند که کم از طفل نباید بود - چوں
خواب می کند - بر محبت چیزی نمی - بعد الا انتباه همان چیز را طلب کند - طالب را در خواب و بیداری
غم مطلوب پیش دل اومی باید که باشد -

نه پنداری که مهرت از دل عاشق رو بر گز
جو میرد مبتلا میرد چو نیزد مبتلا خیزد



محل مستم

بتاریخ بیت وسوم ماه رمضان بملازمت حضرت نشستہ بودم شخصی از ملک عرب رسید و بملازمت مشرف شد در خاطر فقیر خطور شد کہ این شخص را گاہی در خدمت مشرف ندیدہ ام - از احتیاط و خصوصیت این فرد عجب است - عرض نمود کہ حضرت کی در اینجا تشریف فرمودہ اند حضرت فرمودند خاموش - تو از مطلب خود بگو - عرض نمود بحضرت روشن است کہ دریں ملک غریبم و نوآمدہ ام - بعضی می رنجاند و بعضی خوش میکند - البتہ حُب و بغض در دل پیدای شود - و در دعای سیفی عالم نفس بریں می آرد - ہر کہ رنجاند اورا البانیت حتی دفع توانم کرد و ہر کہ الطاف نماید بغض است دفع و علو منزلتی و حصول مطلبی بقول آرم - اما می خواہم کہ از حقیقت آگاہ شوم - ہر چند میدانم اما از صاحب ولایتی دریابم بہتر است کہ از پیش خود ندانم حضرت فرمودند این معنی کلام نوح الثقلین را ترجمہ نمودہ ام - بطریق منظوم این است - اما اگر مترجم تسلیم دست دہد - بہر گنج حوالہ نہائی بخضرت او بخود باشی از ہمہ بہتر است

تو باش اصلاً کمال این است و بس

گرفتند در دل ترا بغض کسی	عرضہ کن فعلش بشرح حق بسی
گر لقیں دانی کہ مبعوض خداست	نیست باشرع رسول اللہ است
مرحبا اہلاً و سلاً با قبول	متفق گشتی بقی ہمس بارسل
و رہود فعلش ہمہ مقبول حق	تو ز بغضش می نہایی جامہ شق
الحی ای باطل ہوائی بودہ ای	یا ز مردان خدای بودہ ای
تو بہ کن از بغض میواہ از خدا	دوستی او بجمع باصفا
باز گردای بیجا زین رعدوی	دشمن او عاصی حق می شوی

آموافق با خدا باشی مدام
 رحمتی جاوید یابی و السلام
 فعل و حال و قیل و قال و همتش
 زن بمعیار کتاب و منتش
 همچنین که حُب کسی یا بی بدل
 شو خدا را از هوای خود گسل
 گر بود محبوب محبوبش بدار
 در بود مبغوض مبغوضش شمار
 آنا باشد حب و نفیض از هوا
 باشد از بهر خدای و مصطفی
 شو موافق با خدا، نی با هوا
 شو مخالف با هوا، نی با خدا
 زانکه ماموری باین ای مرد راه
 انجین رو در نمی افتی بپناه
 الهوی لا تتبع باری بخوان
 قد یضلک عن سبیل الله بدان

و فرمودند یک روزی حضرت رسالت پناه بجای همی رفتند صدیق اکبر همراه به
 یک ساله را قوم کنار صدیق اکبر را دید سقط گفتن گرفت صدیق اکبر با وی التفات نکرد
 خاموش ماند حضرت رسالت پناه از سر مبارک خود دستار بر آوردند و نزدیک صدیق آمده
 استادند چون زبان نیک گذشت صدیق اکبر در جواب او سختی گفت بر موز حضرت
 رسالت پناه دستار بر سر نهادند و روان شدند و صدیق اکبر در پی روان شد و بهر این معنی پرید
 فرمودند و قتی که وی در مکالمه محله بود تو خاموش بودی دیدم که بر و لغت در بار است و بر تو
 رحمت نثار است من هم تر خود را در رحمت کشیدم چون تو بجواب او مقید شدی دیدم
 که رحمت را باز گرفته اند و ترسیدم مبادا بیشتر مقید شدی اینجا هم لغت بار در اجتناب
 کردم بدان شدم

غریبی اگر کسی بدست گوید
 نشوی تیره با صفت باشی
 و رکنی صبر بر جنای کسان
 لائق رحمت خدا باشی
 باز فرمودند که شیخ محی الدین عربی نقل نمود که مجذوبی اهل حال در آفرامه و هفان
 در دمشق پیدا شد و برگزیده رشته چیزی میخورد تا گاه محتسب آن شهر که مؤذن جامع مسجد بود

پیداشد. بآن مجذوب تهدید بسیار نموده گذشت و بعد از مدتی چون مؤذن اذان گفت. بگوش
آن مجذوب رسید پرسید که این کیست؟ گفتندش همان که بر تو زجر کرده گذشته بود خدایا این
نام تو و نام دوست تو میگردد. من ازین درگذشتم و بخشیدم. یک گستاخی که بمن کرده نادانسته
کرده آنرا بگیر. فردای آنروز غره ماه شوال بود. تمامی الهی و موالی برای تهنیت بملازمت بادشاه
رفتند. همه را بطعق و کرم نظر کرد. ناگاه نظر بادشاه برائی مؤذن افتاد. غضب بسیار کرد و پربانند
مردم حیران شدند که ازین مؤذن هیچ بوجد نیامده که موجب عقاب خطاب گردد. اما آن دانست
که این غضب از غضب آن آگاه راه الا است. خدمت آن مجذوب آمده هزار الحاح و نیاز
تمام قدمبوسی نموده طلب عفو بی ادبی خود نموده. مجذوب گفت. من ترا از اقل بخشیدم ورنه می دیدی
که چپای کشیدی. چه در دنیا چه در آخرت. برو بخانه خود. لفظه الا لطاف و الاعطاف. همان
ساعت بادشاه آن مؤذن را طلبیده خلعت پوشانید و معذرت نمود. بعد از آن حضرت ایشان
برخواستند و همه را رخصت فرمودند. آن شخص عرب گفت. بنده در خدمت است. فرمودند
والله تو درین بسیار ترا یاد میکنند و از محبت پیوسته در نالش است. بروز و دو قصد آن طرف.
فرمودند تا به پیر خود محبت حاصل نکنی و یکجست و یکگردی هیچ حاصل نمی شود. دیگر همه از دل
دور کن. بگاه بخدمت حضرت آدم. ازین معنی اشعار فرموده به تبسم این بیت خوانند :-
غریبتی هر چه بجز دوست بود دور انداز مذنب اهل دلال هست بکساریها
همه و سوا سها محو شدند و در محبت ایشان پیداشد. الحمد لله علی ذالک. و بهین اثنا حضرت
تشریف شریف ارزانی فرمودند. سخن در همت عالی افتاد. حضرت فرمودند : **إِنَّ اللَّهَ يَهَبُ**
الْمَعَالَى لِمَن يَشَاءُ و این ابیات بر زبان شریف را نند :

دوست میدار و حسد اذند جهان	همت عالی طلب کن ای جوان
همت عالی حسد را جوی لود	ترک غیرش کرده بیکردی بؤد
هر که روی خود سوی دنیا نهاد	آتش حرصش کند او را رماد

آنکه با عقی میسار دسری میشود از کیمیای اوزری
 آنکه دائم بهشتی مولا بود گوهر بی قیمت و کیابود
 چو بتوحید خدا باشد فنا قیمت او را که داند حبه خدا
 از خدا تاملی توانی روز و شب ای معالی همت عالی طلب

رومی مبارک بملک نظام الدین کاتب آوردند و فرمودند: درین درویش بود بزرگ و در
 بر به عرب بعضی بدویان بآل بزرگ صدق آورده بودند. میخواستند مرید شوند. نمی توانستند رسید.
 بعضی درویش عرض نمودند: اگر رخصت شود یکی از فرزندان یا درویشان لهو در انجام یه
 گیرد. آل بزرگ فرمود که مرید گرفتن و تلقین نمودن امانتی است و بغایت امریست عظیم و
 کاریست فحیم. از حضرت صلی الله علیه و سلم هر جا خلیفه با ترتیب رسیده تا قیام قیامت در
 اهل سلوک این دولت باقی خواهد بود. الشیخ فی قوم کمال الشیخ فی اُمتة اشارت برین است
 سالک بر تبه شریعت و طریقت و حقیقت نرسیده باشد و اجازت از پیغمبر صلی الله علیه و سلم
 و بزرگان ماسلف نشود. شیخ عارف باشد برین امر عظیم کی تواند رخصت داد:

سالمنا بروند مردان انتظار تا یکی را باشد زان صد همتدار

اگر سالک عبرت ثلاثه عبور نموده باشد و شیخ رخصت کند. پس شیخ خاین و خاسر باشد
 هر که از بدویان میخواهد که مرید شود نمی تواند آمد. اعلام نماید که غایب از بیعت کنیم و مرید گیریم و
 آنچه مرسوم است بفرستیم. چنانچه حضرت صلی الله علیه و سلم روزی که بیعت نمودند حضرت عثمان
 حاضر نبود. یکدهست خود را نایب دست عثمان رضی الله عنه نمود و بیعت فرمودند و همه آن بزرگ فرمود
 که بعضی نادانان بخیر بگزینم این ندارند از جهت طمع دنیا. این پیشه تبسولات نفسانی شیطانی
 غمیش میگیرند و راه مسلمانان عامی زنند و پردای گرفت و گیر آخرت و تضرع جان خود ندارند این
 همه از جهت غولتین داری میگویم. بلکه با آنچه ما مورد گفتیم. یَعْرِضُ هَذَا أَمِنْ آتِي بِقَلْبٍ
 مَبْلُغٍ. درویشان همه تائب شدند حضرت ایشان توجه بملک نظام کاتب آوردند و فرمودند که حضرت

غوثِ انقیلین فرموده اند که در آن گذشته که محبت دنیا از دل نایل ساخته مجردانه از جمیع علائق فارغ آمده بصدق و اخلاص روی در محبت خدای تعالی آورد و پیرامن هیچ آرزو نگردد و در روز بروز بطور خود برتری گیرد و این ابیات بر زبان رانند :

بشوق کوش دلاز برای مال منال کمال بخیر آنست میل مال و منال

مباش دپلی مال و منال باش ملوم تراز عاشق و عشق را ز حسن و جمال

چو غربتی سر و زعفر می توان کردن برای اهل کمال از برای کسب کمال

یک شخص حاضر بود عرض نمود که بعضی مشائخ منع فرموده اند مریدان خود را که باشیخ دیگر نمیشیند منع برای چه باشد ؟ فرمودند ممکن است بکم القَهْبَةُ تُوْشِرُ میل دل بدان جانب کند و شیخ از نظر ساقط شود و به دیگری اقبال نماید - پیش طائفه طریقت این مثل ارتداد معنوی است و صورت بعد و قطعیت - نعوذ بالله من ذالک

یک دل داری پس است یک دوست را

درین اثنا یک شخص رسید و عرض نمود که چند روز است جنیان ازار میرسانند - نه طعام خوردن می دهند نه نشستن و خواب کردن - و بدم سید سید نجاست بر مردم خانه می اندازند و سنگ و کلون می زنند - اکثر درویشان لاهور را ملازمت کردم - از هیچکس رفاہیت نشد بلکه آمده شبها درویشان ماندند و آن درویشان هم آزار یافتند حضرت بجا حسیں فرمودند برو - در حویلی بلند گجو که فقیر ابوالمعالی میگوید - اگر من بعد هیچ گونه آزار نخواهید کرد بر من نخواهید یافت - حاجی حسیں رفته گفت همان ساعت آذلام تفع شد و هیچ اثر آثار عینہ نماند - فرمودند - منقولست از بزرگی که فرمودند - درویشی هزار سال درین راه قدم نرزد و در خاطرش گذرد که این را قبول بالیستی ، مرد جاه طلب است نه مرد طلب - ملا نظام گریان در پای حضرت افتاد و از سر تایب شد - عنایت فرموده حضرت ایشان تشریف درون فرمودند -

محل هشتم

تاریخ بیست و هشتم ماه رمضان بملازمت حضرت ایشاں مشرف شدم. ملا ابراهیم درویش محمد امین و حاجی حسین حافظ و ملا نظام کاتب و ملا عصمت که عالم متبحر بود و اکثر ابالی و مولی صلی و فضلای بسیار حاضر بودند. یک شخص محمود نامی آمده عرض نمود که بنده آنست که شب چهاردهم در حسین گهر بخدمت بود و روز دیگر وقت عصر ملا حسین منوچه آمده باز مشرف شده بود. حضرت فرمودند: خوب! درین مدت کجا بودی؟ گفت: جایی که بجاها است چه حاجت بیان است. درین اثنا یک شخص دیگر حاضر بود. عرض نمود: مدت یک ماه است که همسایه مرا از آرمی رساند. ساحتی خاموش ماندند. توجه باز بملا حسین منوچه نموده فرمودند: روضه الادوار مطالع کن و بر آن عمل نما. باشد که خدای عز و جل با خود آشنایی و از غیر عالمی بخشه گفت: روضه الادوار را ندانم. بفقیر اشارت فرمودند که خواهی داد. درین اثنا یک شخص عالمی رسید و تعریف یک مجذوبی که خوار گردید و دل است و قطب وقت است. کرامات بسیار دارد و ما چشم باطن نداریم تحقیق آن از خدمت حضرت میکنم. حضرت فرمودند: ولی کسی است که عارف ذات و صفات اشتبا شد و مواظب باشد بر طاعت حق و از معاصی مجتنب بشود. از لذات و شهوات محترز گردد و شما خوب میدانید چه حاجت بگفتن ما. مقرر است اگر امری برخلاف عادت صادر شود. از اهل طاعت و ریاضت کرامتست و اگر از جهت ریاضت و طاعت صادر نشود، شعبه است و اگر از غیر متابع پیغمبر صادر شود. استدراج است و اگر از مومن غیر ولی، صادر گردد که سبب نجات او از علمی با بلای باشد. معونت است چه حاجت تفصیل. همه در کتب اعتره مذکور است و مجذوب آنست که یکبارگی جذب حق شود و همه مقامات بغایت الهی در اندک مدت طی کند و اینها از مجامین اند و خلاف عادت

ظاہری نمایند.

بعد از عرض نموده که حاجتی پیش آمده است معصوم، طلب آرزو از خدمت حضرت می نمایم که حضرت حق تعالی آسان کند. فرمودند حضرت غوث الثقلین فرموده اند: هر کس را روز جمعه شرف کند و هر روز هزار بار بخواند تا جمعه دیگر. حق حاجت او برآورده گرداند:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ غَالِبًا مُغْلِبًا إِلَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَا دَقَّ مُصَدِّقَاتُ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقًّا قَالَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبَدًا أَبَدًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ
مَا سَأَلَ اللَّهُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. حضرت ایشان برخاستند، همه را زحمت
فرمودند، مگر فقیر را فرمودند بنشین. این فقیر حاضر بود که یک مردی که از همسایه آمده عرض نموده
بنده آنست که شب چهاردهم در حسین گھر بخدمت بود با کیم الدین. پرسیدم: باری این را
تفصیل کن. گفت متصل حسین گھر بنویز و زاری عجیب و غریب بود. شب چهاردهم حضرت
در کشتی نشسته سیر می فرمودند. تمام شب بخدمت گذرانیدم. بلوغ آفتاب رخصت شد
در منوره بملا حسین رسیدم. چو بسمال خواب بود. پرسید چه حالتی گفت. تمام شب
به بیداری در خدمت حضرت ایشان در حسین گھر گذرانیدم و سماع نکات عجیب و غریب
بودیم و یازده بیت غوث الثقلین را رباعی رباعی هر بیت ترجمه فرمودند. گفت: چه می گویی
حضرت ایشان تمام شب با باران در خدمت ایشان گذرانیدیم. باز بجزرت تمام بخدمت
حضرت آمدیم. ایشان یک شخص را مخاطب کرده می فرمودند که شیخ عبد الله تهری از کمال
اولیاء است. منقولست. یک مرد حاجی بمرد ایشان رسید و گفت: فلان روز در عرفات تمام
روز ما بخدمت شیخ عبد الله تهری بودیم و بحضرت گذرانیدیم. او گفت: عجب آن روز شیخ از
حجره بر نیامده و تمام روز ما بخدمت شیخ گذرانیدیم. هر دو حیران شده بخدمت شیخ آمدند. شیخ فرمود:
بر قدرت حق ایمان دارید. گفتیم: آری شیخ گفت: از قدرت حق ازینا چه عجب و نه فرمودند
آفتاب کیست. همه کس همه جا میداند که برماست. اگر خدا عزوجل یک بنده را بچنین ننماید.

بیخ غریب و عجیب نیست حضرت ایشان باز تشریف بیرون آوردند و آن شخص که از همسایه
 شکایت نموده بود نیز حاضر آمد. عرض نمود که ما را بسیار رنج میدهد و اذیای می رساند می فرمودند کس
 بر اذیای همسایه صبر کند زود باشد که حق تعالی آنرا مسخر او میکند و اندک یا زود این جهاں می برون خانه
 اش بآں مرد صابری داند و کلام دیگر در میان شد. بعد ساعتی کس او دودیده آمد که آں همسایه که
 آں همسایه که آزار می کرد بهمین ساعت از بام افتاد و جان داد و خانه او را از جست تکفین و
 تمیز اومی خواهند که گروی بمانند. آں مرد پائی حضرت افتاد و مرید شد. همه را رخصت فرمودند
 و فقیر تناشته بود. ناگاه شخص لوطانی پیر حقانی پیدا آمد. بجزو آمن او حضرت ایشان بیرون
 تشریف آوردند. دست یکدیگر گرفته بگوشه رفته نشستند و فقیر نیز رفته آهسته و پیر نشسته.
 آهسته آهسته با خود سخن میکرد و ذوق می بردند. گاهی بخنده و همچو گل می شکفته و گاهی چو باران بسیار
 قطرات از چشم می ریختند. بعد آں مرد پیر لوطانی از کیسه خود کاغذ بر آورد و بر حضرت هم نمودیم
 بر آں کاغذ بوسه دادند. بر چشم نهادند و باز تسبیح بر آورد. آںرا هم بسیار تعظیم نمودند. بوسیدند و چشم
 نهادند. بعد سرگوشگی سخن کردند. حضرت فقیر را طلبیدند و بر پائی آں مرد لوطانی انداختند و
 و بر خاستند و آں مرد لوطانی روان شد و از چشم غائب گشت. بخدمت حضرت عرض نمودم
 که این مرد که بود و آں کاغذ و تسبیح چه بود. فرمودند. آں مرد شاه جمال الله بود. بنیره حضرت
 نوح الثقلین و لد شاه عبدالرزاق. روزی حضرت نوح الثقلین نشسته وضو می ساختند. شاه
 جمال الله پیدا شد. پیش طلبیدند و آب دهن خود را در دهن ایشان انداختند و فرمودند ما
 ای فرزند تراحق سبحانه و تعالی عمری دراز بخشیده و همیشه زبان را بنده حق تر داری. الله تعالی ایشان
 را عمری دراز بخشیده است و در عالم سیر می کنند و از کل اولیا رهند و دیس مرتبه عالی دارند و ذوق
 دارند که بخواست باشند که کس نشناسد. الحق هر که و الله تعالی رتبه طلبیت طیه در ایشان را
 بسر وقت اومی آورد و بر آں کاغذ پاره دستخط حضرت نوح الثقلین بود که ایشان را خود
 نوشته داده بودند. تبرکات نگاه میدارند و تسبیح حضرت نوح الثقلین بود. عرض نمودم که حضرت

چهر بر آن کاغذ مرقوم بود؟ فرمودند: این مضمون بود که علم آموز و بر آن عمل کن و بکارهای خف مشغول مشو. بی ضرورت و بی کس را نبندی یاد کن و جانشینان ما را بوقار دار و ملازم خلق خود باش و قرآن هر روز بخوان و دیگر این که در راه مردان سه طائفه اند: محققان و مدعیان گویندگان سماع. آنکه محققان اند بر سخن ایشان پیداست و آنکه مدعیانند، بیحسرتی بر سخن ایشان هویدا است و آنکه گویندگان سماع اند، بیگانگی بر سخن ایشان ظاهر است. بنسب حقیقت بر شریعت است و شریعت بی حقیقت بیکار و حقیقت بی شریعت بیکار و دیگر حقائق همه بود در این اشارت سخن در محبت افتاد. فرمودند: محبت خدای تعالی غایت و نهایت همه مقامات است. سعادت ابدی از محبت خدای تعالی حاصل است. چون آن محبت غالب گردد بجمال رسد عشق گردد و «مَنْ أَحْبَبَ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ» - محبت بنده ما بندگان را رساند. ازین معنی محبت فرض را داده جفا روا و فادامع و محط در عالم محبت یکسان باشد. «الْمُحِبَّةُ لَا تَزِيدُ بِالْوَفَاءِ وَلَا تَنْقُصُ بِالْجَفَاءِ»

سعدی بجفا ترک محبت نتوان کرد بر درخشیم اگر از خانه برانند
برای حصول محبت خدای تعالی طریق بسیار است اما بهتر و آسان تر آنست که
محبت شیخ خود به دل بجای گیرد. ازان محبت شیخ محبت حق زود در دل بجای گیرد. ازان
محبت حق زود میسر میگردد

چون تو ذات پیر خود کردی قبول هم خدایت اند. آمد هم رسول
و فرمودند که پیغمبر صلی الله علیه و سلم فرمودند: «كُلُّ نَفْسٍ تَحْتَهُ عَلَى هَوَاهَا، فَمَنْ
هَوَى الْكُفْرَ فَهُوَ مِنَ الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ أَعْمَالُهُ» - این حدیث در بدو السمره
فی علم الآخره آورده است و چون محبت پیغمبر صلی الله علیه و سلم و تابعان او باشند در آخرت
بایشان محشور گردد و بزبان مبلدک آورند بتکلم می فرمودند:

ای حسدای من مرا انجام کار زنده و مرده لبشقر پیر دار

ومی فرمودند که درین دولت عظمیٰ حق تعالیٰ به حسن حق بهر دوست داده است درین
 اشاره عریضه مولوی حسن عابد نامی سجدت حضرت ایشان آورد و در انجام قوم بود :
 آرزو دارد باین همه زهد و صلاح از دو چشم مست تو یک غمزه عابد فریب
 شما تو کسربانی و حسن گاه تو جاذب و وی مجذوب گردا
 توئی ایمان و جان ای ماه سیما، ز حال خود بتو کردیم ایسا
 کفر کافر را و دین دیندار را ذره عشقت دل عطار را
 و دیگر از احوال بسیار نوشته بود و در حاشیه بفقیر دعا نوشته این بیت قسم
 نموده بودند :

ای به نازم دل حاضر غائبان را دستگیر، ناکه دست حافل از غائبان کوتاه نیست
 چو با حبیب نشینی و باده پیالی بیاد آر عجب آن باد پیارا
 و آنچه از مغل بشت آیین نوشته باشند بدست دارند و البته عنایت فرماید در باب
 شیخ حسن عنایت فرمودند و بفقیر فرمودند - الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْمُنْتَهِ كَرَحَقِّ تَعَالَى كَرَبْنَايَتِ
 پیر دستگیر از دولت عظمیٰ که حق تعالیٰ که شمارا کامیاب فرموده تعلق نسبتها را مرتفع نموده است -
 نسبت محبت و دوستی میان ما و تو بوجود آورده - اللَّهُمَّ بَرِّدْ - عابد نام عرض کرد که جواب
 عریضه مولوی حسن مرحمت شود - و اوقات و قلم طلبیدند و نوشتند -

يَا حَسَنَ الْعَلَقُ وَيَا ذُو الْجَلَالِ أَيُّدِكَ اللَّهُ بِفَيْضٍ لَا يَزَالُ
 مستمن بهیاران عالم محمود احسن مرستان وادی محم - الَّذِي دَقَّتْ عَلَى بَنِي الْبَلَدِ
 وَالْمُنْتَهَى دَمِينُ الصَّدَاقَةِ فَيْضُهُ مَا فَيْضُهُ كَرَشَايَسْتَهُ مَهْزَارُ تَحْمِينِ وَتَشَانِشِ
 بدعای مشکل کشای معای حقائق نمایی مخصوص است منصوص آنکه ذیل صداقت تحریر یافته به
 تحصیل آن می یلغ نمایند و آنچه بصورت دور می نماید بتوجه وجه دور فرمایند و السلام - و در
 حاشیه خود نوشته اند - فرزند حقیقی نور بصیر تحقیقی محمد باقر دعای دوستانه می رساند -

بر آن نامه کن یا حبیبانی بود طرب نامه زندگانی بود
 و الما مول مبذول حضرت ایشان برخواستند و سخلوت تشریف فرمودند و همه را
 رخصت نمودند. الحمد لله رب العالمین علی ذالک - این بهشت محفل را مسمتی
 بهشت محفل کردم تمت ایزد الشرف تباریک ۳۴ شوال ۱۰۸۸ هـ - چون این نامه تشریفه
 در وقت متوجه شدن جانب هندوستان بقصه توده بجهت اموریکه حق تعالی فیض یاب نماید
 میترشده بعضی ازان مسوده بخیل گلشن امن و امانی و غنچه بجبت فزانی و کامرانی گلستانه باغ شادانی
 خواجہ عبداللطیف طول الله بقا و عمره و بعض ازان و ابلا و فقیر اضعف العباد تاج عسمة
 مرقوم است و بلطف بنیایت و عنایت بیناییت جگہ گوشه سید المرسلین سید محمد صالح
 بهم رسیده شد.



ملفوظاتِ شاہ ابوالمعالی

محبتِ مشعل

(اُردو ترجمہ)

مُتَّجِم:

ڈاکٹر ظہور الدین احمد

محفلِ اول

کسی نے حضرت نوحؑ التقلیدینؑ سے درخواست کی کہ ہمیں نصیحت فرمائیے، انہوں نے کہا:
قرآن پڑھو۔ اوروہی کا خیال رکھو۔ اگر تمہارے پاس فقیر یا مسافر آئے تو اسے حاضر پیش کرو۔
غیر حاضری میں بھی اور سامنے بھی ہمیشہ سچ کہو۔ منافقت سے بچو۔ ہمیشہ بادشور ہو۔ جو میرا نائب
ہے۔ اس کی تعظیم کرو۔ راضی برضام ہو۔

اس کے بعد کوئی اور بات چل نکلی۔ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے یہ شعر پڑھا اور اسے
دو تین مرتبہ دہرایا۔

شاہ گیلانی کہ مردم را پو نور دیدہ است من غلام وی کہ حق مارا بوی بخندہ است
شاہ جیلانیؒ خلایق کے لیے آنکھوں کا نور ہے۔ میں اس کا غلام ہوں کہ خدائے ہمیں
اس کا غلام بنا دیا ہے۔

اسی اثناء میں میرے بھائی محمد عارف خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ اپنے دل میں تین
باتیں لے کر آئے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ اگر موقع ملے گا تو عرض کروں گا۔ پہلی بات یہ کہ حضرت
میرے لیے تبرکاً ایک سبج تجویز فرمائیں، تاکہ میں نگین میں کندہ کرواؤں۔ دوسری یہ کہ میں اپنے لیے
کسی نصیحت کی درخواست کروں۔ تیسری یہ کہ گھر میں بیوی امید سے ہے دریافت کروں
کہ لڑکا ہو گا کہ لڑکی؟ شاہ صاحب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ آج سحر کے وقت یہ
شعر ہو گیا تھا!

ہست اسرارِ حُند را کاشف طالبِ سیفِ محمد عارف

(طالبِ فیض محمد عارف اسرارِ خداوندی کا انکشاف چاہتا ہے)

اسی وقت میرے دل میں خیال گذر آیا کہ حضور اس حقیر کے لیے بھی کوئی شعر لکھیں تو کتنا

اچھا ہو۔ یہ خیال آتے ہی انہوں نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہارے لیے بھی ایک شعر کہا ہے۔

بود معمور فیض لایزالی محمد باستان ابن ابوالعالی

(محمد باقر ابن ابوالعالی فیض حیدر اوندی سے معمور ہے۔)

پھر محمد عارف سے مخاطب ہو کر کہا کہ ابھی ”محمد کاشف“ ظاہر ہو گا۔ اتنے میں ایک شخص عارف کے گھر سے دوڑا ہوا آیا اور اس نے اطلاع دی کہ اُن کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔

شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت غوث الثقلین کا وقت وصال قریب آگیا ہے۔ سید عبدالوہاب نے کہا۔ حضور نصیحت فرمائیے۔ انہوں نے کہا:

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَبْغُثْ أَحَدًا وَلَا تَتَوَكَّلْ أَحَدًا سِوَى اللَّهِ
وَكُلِّ الْعَوَاجِ إِلَى اللَّهِ وَلَا تَعْتَمِدْ إِلَّا عَلَيْهِ وَأَطِيعْهَا جَمِيعًا مِنْهُ وَلَا تَتَّقِ بِأَحَدٍ
غَيْرِ اللَّهِ الشُّجْعَانُ الشُّجْعَانُ الْجَمَاعَةُ الْكَلْبُ۔

”یعنی خدائے بزرگ و برتر کے احکام سب سے بالا اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ خدا کے بغیر کسی سے امید نہ لگاؤ۔ اپنی تمام حاجات کو اسی کے حوالے کرو۔ اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو۔ سب کچھ اسی سے مانگو۔ اسی کے سوا کسی اور کو سہارا نہ بناؤ۔ توحید پر کاربند رہو کہ اسی پر سب متفق ہیں۔“

ہر چہ اندیشی پذیرائی قناست انچہ در اندیشہ ناید آن خداست

”جو کچھ تیرے تصور میں آتا ہے وہ فنا پذیر ہے۔ جو تیرے تصور میں نہیں آتا۔ وہ خدا ہے۔“

برادر م عارف اجازت لے کر چلے گئے۔

اس کے بعد کسی اور بات کا سلسلہ چل نکلا۔ انہوں نے کہا۔ حضرت غوث الثقلین نے ایک مرتبہ اپنے ارشادات میں یوں فرمایا،

تفسانی خواہشات کو دور کرو۔ قوم کے پاؤں تلے کی زمین بن جاؤ اور ان کے سامنے خاک بن جاؤ۔ خدا نے بزرگ و برتر زندہ کو مردے سے باہر نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے۔ مومن زندہ ہے اور کافر مردہ۔ مومن زندہ ہے اور کافر مردہ۔ میری مخلوق میں سب سے پہلے جو مرا وہ ابلیس تھا یعنی اس نے نافرمانی کی اور اس نافرمانی کی وجہ سے وہ مر گیا۔ اسی شمار میں ایک شخص چوتار پچھمی اور محمودی کپڑے کا لٹکا نیا زلایا۔ انہوں نے یہ پارچات مجھے غایت فرمائے۔ کشیخ جمال خیاط اس وقت موجود تھا۔ اسے فرمایا کہ عمر باقر کے لیے محمودی کا کڑا اور چوتار کی شلوار بڑے طریقے سے کاٹنا۔ مجھے اپنے بیٹے سے بڑا پیار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بھی اس کے دل میں محبت پیدا کی ہے۔ اَلْعَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ پھر بڑی محبت سے فرمایا ہے

برسرِ سرودی سلطان محمد باقر است جانِ دل را بدہ دل با جان محمد باقر است
(محمد باقر سرودی کے سمت پر تمکن ہے۔ وہ دل و جان کے لیے آنکھ اور دل کے لیے رُوح ہے)

میں کل رات خواب میں رسول اکرمؐ اور غوث الثقلینؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے کسی کو یہ بات نہیں بتائی تھی۔ حضرت نے یہ سارا ماجرا مولوی سے بیان کیا۔ میں حیران و گما میں نے کہا۔ سبحان اللہ! میں نے جو کچھ دیکھا تھا کسی سے بیان نہیں کیا۔ آپ نے ہو بہو وہی بیان کیا ہے۔ انہوں نے برخ مبارک میری طرف کر کے کہا ہے

معالی رامیں چوں در دکشاں گرساقتی کہ از جام تقیۃ باده الملاق می نوشد
(اے ساقی تو معالی کو دوسرے در دکشاں کی طرح نہ سمجھ۔ وہ تقیۃ کے جام سے باده الملاق پیتا ہے)

در ماگھو مشاہد یارِ آن عزیز مرآتِ صفات طلعتِ جانا نہ ایم
اِس پیارے محبوب کا جلوہ ہمارے اندر دیکھ۔ ہم اس کے رخِ انور

کی تجلیات کا آئینہ ہیں“

آئندہ واقف گشت براسرار ہو ستر مخلوقات چہ بود پیش او
(جو اسرار خداوندی سے آگاہ ہوا۔ اس کے سامنے مخلوقات کے اسرار کی

کیا حقیقت ہے)

حضرت نے مولوی حسن کو اگر وہ روانہ ہونے کی اجازت دی۔ مجھے کہا کہ میں عالم گنج تک
اسے چھوڑ کر آؤں۔ اتنے میں ایک شخص نیاز لایا۔ وہ مولوی صاحب کو دے دی۔ شام کا وقت
ہو گیا۔ فرمایا۔ حضرت غوث الثقلین روزہ افطار کرنے کی نیت اس طرح کیا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ مُمْسِكُ عَلٰی اَرْزَاقِ اَفْطَرَاتِ، سُبْحَانَكَ وَبِعَمْدِكَ،
اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا فَاِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِیْمُ۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اے خدا میں نے تیرے لیے روزہ رکھا
اور تیرے عطا کردہ رزق سے ہی افطار کرتا ہوں۔ تو پاک ہے۔ تیرے لیے ہی
سب تعریف ہے۔ اے خدا۔ ہمارا یہ روزہ قبول فرما۔ تو ہی سننے والا اور جاننے
والا ہے۔

پھر پانی سے روزہ کھولا۔

حاجی حسین حافظ اس وقت دہلی موجود تھے۔ یہ حضور کے مخلص دوستوں میں سے
ہیں۔ ان کے دل میں یہ خیال تھا کہ وہ اگر وہ جائیں۔ لیکن افلاس مانع تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا
کہ یاروں دوستوں سے کچھ رقم بل جائے گی تو کبھی وقت حضور سے جانے کی اجازت مانگوں گا۔
میرے دل میں گزرا کہ میں اُن کے لیے درخواست کروں۔ میرے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ انہوں
نے حاجی حسین حافظ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

بزرگوں نے فرمایا ہے۔ درویشی سراپا راحت ہے اور درویش دنیا کی آفتوں سے محفوظ
ہے۔ درویش کے لیے وہ دن بہت سخت ہے۔ جب اسے فاقہ نہ ٹپڑے۔ پس جس رات

اسے فائدہ ہوا گویا وہ مات اس کے لیے معراج کی رات ہے۔ روایت ہے کہ شبِ معراج نبی کریم کے سامنے جو کچھ پیش کیا گیا۔ انہوں نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور فرمایا :
 الْفَقْرُ فَخْرِي (فقر میرے لیے فخر ہے)

اے دوست جو کچھ غرور اور شہاد اور فرعون کو دیتے ہیں تجھے نہیں دیتے۔ کیونکہ اس میں ایک بڑا راز ہے۔ غوث الثقلین نے رسول خدا کا ارشاد نقل کیا ہے۔ دنیا و آخرت کی مثال مشرق و مغرب کی ہے۔ جتنا تم اس کے قریب جانا چاہتے ہو۔ اتنا ہی اس سے دور ہوتے جاتے ہو۔ لہذا میں انہوں نے بڑے ذوق سے یہ رباعی پڑھی :

دنیا کہ مرا نیست بجز بی سرو بون حق خادم او ساختہ ابلیس کنن
 خواہی کہ وارد خل نباشد با تو چیزیکہ مرا راست دخل مکُن
 (دنیا بجز بے سرو پا سرائے ہے۔ خدا نے بوٹھے ابلیس کو اس کا
 خادم بنا دیا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے کاموں میں دخل انداز نہ ہو تو وہ کام نہ
 کر جس میں اس کا دخل کار فرما ہو)

پھر فرمایا : دنیا نے جس دل میں گھر بنا لیا۔ سمجھے اس کا خانہ خراب ہوا۔ خراب مکان میں آپ جانا پسند نہیں کرتے تو یہ دل خانہ خراب خدا کے لیے کیسے مزا دار ہو سکتا ہے
 دل تو ایک ہے۔ اگر یہ دنیا کی محبت سے بھر گیا تو پھر آخرت کے لیے اس میں کس سے
 جگہ آئے گی ؟

فردہ در دِ حُسنِ او دل تروا بہتر از ہر دو جہاں محل تروا

(تیرے دل میں خدا کا ذہ بھر دو محبت دو جہانوں کے محل سے بہتر ہے)

حضرت غوث الثقلین نے فرمایا۔ اگر دنیا و آخرت کی سب نعمتیں فقیر کے سامنے لا کر رکھ
 دی جائیں تو وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا اور نہ انہیں اپنے راستے کا پتہ بتا ہے
 اور یہی کہتا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ جو کچھ کُن کے کُن سے وجود میں آیا ہے وہ لا کُن

سے منفی ہو گیا اور اِلَّا اللہ وجود میں آگیا۔ فقیر ذکرِ حق میں اس طرح مشغول ہوتا ہے کہ نفس کی کوئی بات دخل انداز نہیں ہو سکتی ہے۔

ایں برائیت کہ البتہ غفل خواہد یافت خرم آنقوم کہ در بند سرائی دگر اند
(یہ دنیا وہ سرائے ہے کہ جس میں فرو غفل آئے گا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو آخری سرائے کی فکر میں ہیں)

غربتی ہر چہ بجز دوست بود دور انداز مذہب اہل دلائست بکسار میا
(غربتی، دوست کے بغیر ہر چیز کو دور پھینک دے۔ اہل دل کا طریق یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہٹا کر رکھتے ہیں)

حاجی حسین حافظ روتے ہوئے حضرت کے پاؤں پر گر پڑے اور از سر نو تائب ہوئے۔
خدا کی یاد میں ایک لمحہ گزارنا ملک سلیمان سے بہتر ہے۔



مخل دوم

میں ماہ مذکور کی ساتویں تاریخ کو حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا۔ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا علمائے ظاہری فقر کو اضطراری سمجھتے ہیں اور صوفیہ اس کو اختیاری۔ حضرت نوٹ الثقلین نے فرمایا ہے۔ کمال فقر یہ ہے کہ مرتبہ فنا حاصل ہو۔ دنیا و مافیہا اس مقام کا ادراک نہیں کر سکتے۔ خدائے متعال فقیر کو اپنے نوک چادر سے ڈھانپ لیتا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بڑے دقیق حقائق بیان کیے اور یہ اشعار پڑھے۔

براہ فقر و فنا تا زمرتدم دارم نہ در وجود نشانی نہ در عدم دارم
(جب سے میں نے فقر و فنا کی راہ میں سر کو قدم بنایا ہے۔ وجود و عدم میں میرا نشان نہیں ملتا)

زمین ثابتہ خود چہ جای دم زدن است کہ ہرچہ دارم ازان نازنین صنم دارم
(زمین ثابتہ کے متعلق گفتگو کرنے کا کیا مقام ہے کہ جو کچھ میں رکھتا ہوں وہ اسی نازنین محبوب کی بدولت ہے)

رسیدہ ام چو معالی فنا می مطلق را براہ فقر و فنا تا زمرتدم دارم
(جب سے میں نے فقر و فنا کی راہ میں سر پیش کیا ہے۔ میں نے معالک کی طرح غنائے مطلق حاصل کر لیا ہے)

برنگی شو کہ رنگی برنتابد سواد الوجہ فی الدارین اینست
(ایسا رنگ اختیار کر کہ پھر اس پر اور کوئی رنگ نہ چڑھ سکے۔ صمیم معنوں میں سواد الوجہ فی الدارین یہی ہے)

یعنی دونوں جہانوں میں چہرے کی بیاہی کا ہی مطلب ہے۔

بعد میں یہ بابرکت اشعار اپنی زبان مبارک سے ادا کیے :

ممكن زنگنه‌ی عدم ناكشيد وخت واجب سجدو گاه عيان ناماده گام
(ممكن نے زنگنه سے عدم سے ابھی سامان سفر نہیں باندھا تھا اور واجب
نے جلوہ گاہ ظہور میں قدم نہیں رکھا تھا)

در حیرتم كه ایں همه آتش غریبیت بر لوح صورت آمد منظور خاص و عام
(میں حیران ہوں کہ یہ عجیب و غریب نقوش خاص و عام کے سامنے کیسے جلوہ گر ہو گئے)
بادہ نماں و جلم نساں آدہ پدید در جام عكس بادہ و در بادہ عكس جام
(شراب مخفی ہے اور جام بھی مخفی ہے۔ لیکن جام میں شراب کا عکس اور شراب میں جام
کا عکس نمودار ہو گیا ہے)

جامی معاد و مبداء وحدت و بس ماد میان کثرت موبہوم فاسلام
(جامی وحدت ہمارا مبداء و معانی ہے ہم اس کثرت موبہوم کے درمیان گرفتار ہیں اور بس)
حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور سب دوستوں کو رخصت کیا اور فرمایا : اَلْسَلَامُ
عَلَيْكُمْ دَرَاخْمَةُ اللّٰهِ دَبْرُ كَاثَمَ۔ اسی وقت میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ ”سلام قبل کلام مشہور
ہے اور حضرت نے سلام آخر کلام فرمایا۔ ابھی یہ بات میرے دل میں تھی کہ انہوں نے
کہا۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا ہے کہ رخصت ہوتے ہوئے بھی سلام کہنا چاہیے۔ اس
میں کچھ فرق نہیں پڑتا کہ سلام الف لام کے ساتھ کہا جائے یا الف لام کے بغیر۔ سواریا دے
کو اور بیٹھا ہوا چلنے والے کو سلام کہے۔ مرد عورت کو سلام کہے۔ یہ مستحب ہے کہ عورتیں آپس میں
ایک دوسرے کو سلام کہیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ مرد بہو کو سلام کہے۔ اسی اشار میں میں نے
پوچھا۔ روزہ دار کو مسواک کرنی چاہیے یا نہیں۔ فرمایا۔ مسواک کرے لیکن زیادہ نہ کرے۔ یہ
فقہاء رائے ہے۔ لیکن حضرت غوث الثقلین نے غنیۃ النظالبین میں یوں فرمایا ہے۔ زوال

کے بعد روزہ دار سواک کرنے سے اجتناب کرے۔ بعد ازاں میں نے دریافت کیا۔ اعتکاف مسجد میں بہتر ہے یا جنگل میں۔ انہوں نے کہا۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا ہے۔ اعتکاف اس مسجد میں مستحب ہے جس میں نماز یا جماعت ادا ہوتی ہو۔ اعتکاف میں تسبیح و تہلیل، تلاوت قرآن، رُود کلمہ طیب کا ذکر ہوتا ہے۔ شام کا وقت ہو گیا۔ مطلع ابراؤد تھا۔ فرمایا۔ ابراؤد دن کے سوا افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے۔



مخلِ سوم

ماہ مذکور کی دسویں تاریخ میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ایک شخص آیا۔ بظاہر صالح و متقی نظر آتا تھا۔ حضرت اس کے لیے نہ کھڑے ہوئے نہ تلعظیم بجالائے۔ حالانکہ حضور اکثر علماء و صلحاء کا بڑا احترام کیا کرتے ہیں۔ میرے دل میں گزرا۔ یا رب اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ حضرت نے فوراً کہا۔ جناب غوث الثقلین نے غیۃ الطالبین میں فرمایا ہے۔ عاصی و فاجر کے لیے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور امام، والدین، دیندار متقی اور بزرگ اشخاص کے لیے کھڑا ہونا مستحب ہے۔ آخر ظاہر ہوا کہ وہ شخص فاسق و فاجر تھا۔ اسی اثناء میں کسی نے کہا بعض احباب نے لکھا ہے کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ تاریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ سعدیؒ حضرت غوث الثقلینؒ کی وفات کے اسی سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت نے فرمایا یہ درست ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ شیخ سعدیؒ، عبدالقادر ثانیؒ پر حضرت شاہ عبدالرزاق بن حضرت غوث الثقلینؒ کے مرید تھے۔ شیخ عبدالقادر ثانیؒ صورت و یرت میں اپنے دادا سے مشابہ تھے بعض اہل باطن نے شیخ سعدیؒ کی روح سے یہ خبر پا کر بتایا ہے کہ عبدالقادر کے نام سے بعض اصحاب کو اشتباہ ہوا ہے۔ اسی اثناء میں حاجی عبدالستیاغ نیاز کے کہ خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا حضورؐ کو معلوم ہے کہ میں نے مکہ معظمہ کا سفر جہاز میں کیا تھا۔ سمندر میں جہاز ٹوٹ گیا اور میں ایک تختے پر رہ گیا۔ حادثہ کی وجہ سے مجھ پر لڑہ طاری تھا۔ میں جن بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ان کو یاد کر کے ان سے مدد مانگتا تھا اور کہتا تھا۔ یا اللہ! رسول خدا کے طفیل اس وقت جس شخص کو تو نے غوثِ جہاں بنایا ہے۔ اسے ہماری مدد کے لیے بھیج۔ اس ناامیدی کے عالم میں ایک شخص نمودار ہوا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے محل پر لے گیا۔ اس نے مجھے

ایک ڈیادی۔ اس میں بیس کھویریں تھیں۔ میں نے پوچھا۔ حضرت! آپ کا اسم گرامی کیا ہے؟ انہوں نے کہا۔ ابوالمعالی! حضرت نے فرمایا۔ تو بھول گیا ہے۔ تم تو مجھ سے حسین گھر میں ملے تھے اور تم نے یہ شعر پڑھا تھا۔

زمین عشق بچونین صلیح کل کر دم تو خضم گرد زما دوستی تماشا کن
(میں نے عشق کی برکت سے دونوں جہانوں کے ساتھ صلیح کر لی۔ تو دشمن بن اور پھر ہم سے دوستی کا نظارہ کر)

اور میں ابھی تک اس شعر سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: اے عبداللہ اس کے بعد یہ باز کی بات کسی سے نہ کہنا۔

چو سعدی عشق نہاں دار لذت گیر و آسائش
کہ ہنما ملک میر اند چو معشوق نہاں دارد
(سعدی کی طرے چھپے چھپے عشق کر اور راحت و لذت حاصل کر کیونکہ وہ چھپے چوری ایک معشوق رکھتا ہے۔ اس لیے اکیلا ہی ملک پر حکمران ہے)
حاجی عبداللہ نے کہا۔ اس گرداب بلا سے نجات پاتے ہی میں نے عزم کیا تھا کہ آپ سے درخواست کروں گا کہ حضور مجھے مرید کر لیں اور تلقین فرمائیں۔

حضور نے اسے مرید کر لیا اور فرمایا:

ترا این پند بہ از ہمد دو عالم کہ بی یاد حسد ناید بروں دم
(تیرے لیے دونوں جہانوں سے بہتر یہ نصیحت ہے کہ یادِ حسد کے بغیر تیرا دم باہر

نہ نکلے)

حضور نے فرمایا۔ حضرت غوث الثقلین لکارتے تھے کہ ایک مرید کے لیے مناسب نہیں کہ پیر کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے پیر کی طرف رجوع کرے اور اس کی ملاقات کیلئے جائے۔ خاص طور پر حضرت غوث الثقلین کے مریدوں کے لیے یہ لازم ہے۔

پھر یہ شعر پڑھا :

ایسی خدای من، مرا انجلم کار زندہ و مردہ بعشق پیردار
(اے خدا آخر کار مجھے پیر کے عشق میں زندہ رکھ یا موت دے)
اور نصیحت فرمائی، اس سلسلہ عظمیٰ میں تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے :

(۱) منافع کو ادا کرو۔

(۲) ظلم سے بچو۔

(۳) خدا کے سوا کسی سے دل نہ لگاؤ۔

مرید وہ ہے جو پیر کے حکم پر جان قربان کرے۔ (الاحادیۃ ترک الاحادیۃ) ارادت
یہ ہے کہ اپنا ارادہ ترک کر دے۔ اپنی خواہشات کو اس طرح ترک کر دے جیسے سانپ اپنی
کینچلی چوڑ دیتیا ہے یا مردہ غسال کے تصرف میں ہوتا ہے۔ اگر پیر کے متعلق اس کے دل میں
ذرہ بھرا اعتراض ہو یا چون و چرا کی گنجائش ہو تو سمجھو کہ مرید خود پرست ہے۔ پیر پرست نہیں۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ مرید پیر پرست ہو تو خدا پرست ہی سکتا ہے۔ مَنْ يَطِيعِ التَّوَسُّلَ
فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ (جس نے رسول کی اطاعت کی۔ اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی) کا
بھی یہی مفہوم ہے۔ رسول خدا کے اس فرمان میں بھی یہی اشارہ ہے :

اَمْضَحَابِيْ كَالْتَّجْوَمِ بَايَهُمْ اَقْتَدَيْتُمْ اِحْتَدَيْتُمْ (میرے اصحاب بتاؤں
کی مانند ہیں تم نے جس کی بھی پیروی کی تم نے ہدایت پائی) روایت ہے کہ ایک مرید نے اپنے
پیر سے کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کچھ فرما رہے تھے اور میں نے کہہ دیا "کیوں پیر
نے فوراً اس سے منہ پھیر لیا اور کہا۔ اگر بیداری میں تمہارے دل میں "کیوں" کہنے کی گنجائش نہ ہوتی
تو تم خواب میں کبھی "کیوں" نہ کہتے۔ جاؤ! نئے سرے سے کام شروع کرو۔ اولیاء اللہ کی محبت کوئی
معمولی دولت نہیں ہے اور ہر دل اس نعمت عظمیٰ کے لائق نہیں ہوتا۔ سنو! سرور دو جہاں
فرماتے ہیں :

اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکین کی حالت میں موت دے اور سوزِ حشر مجھے
مسکین کے ساتھ اٹھا۔

یہ مسکنت رب کے سامنے تسلیم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔
غربتی تا میتوانی روز و شب از خدا حبسِ عشق پر خود مخواہ
(اے غربتی رات دن خدا سے عشق پر کے سوا اور کوئی دعا مانگ ،
اسی اتنا میں اس خاکسار کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا حضرت غوث الثقلین کا ارشاد
ہے۔ سفید بال چلنا کر وہ ہے اور ناخن کاٹنا مستحب ہے۔ روز جمعہ ناخن کاٹنے چاہئیں۔ پہلے
دائیں ہاتھ سے شروع کرے۔ پہلے چنگلی، پھر وسطی، پھر انگوٹھا، پھر بعد میں چنگلی کے ساتھ والی اور
آخر میں شہادت والی انگلی کے ناخن کاٹے۔ ناخن کاٹنے کے بعد انگلیوں کے پورے کو دھونا
اور کٹے ہوئے ناخنوں کو زمین میں دفن کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح سر اور جسم کے بالوں اور
فصد و جہامت کے غن کو دفن کرنا مستحب ہے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت امجد کھڑے ہوئے
اور تیاج کو ایک گوشے میں لے جا کر طریقِ قادریہ کے مطابق کلہ طیبہ کے ذکر کی تلقین فرمائی اور کہا
تین چلے پورے کرو۔ فقرا نے حضرت قادریہ پڑھتے وقت حاضر ہوں گے۔ اسے اجازت دی
کہ وہ دامن کوہ میں جا کر ذکر میں مشغول ہو جائے۔ میں کچھ عرصہ کے لیے اس تیاج کے پاس بیٹھا اور
ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ اس نے بتایا کہ میرے دل میں آیا تھا کہ میں سفید بال چننے کے متعلق حضرت
سے سوال کروں گا۔ ابھی یہ بات میرے دل میں آئی تھی کہ حضور نے خود ہی مسئلہ پر روشنی ڈالی۔
یہ بھی میرے دل میں تھا کہ اگر مجھے جانے کے لیے کہیں گے تو میں نہ جائوں گا اور پوچھوں گا کہ
کیوں جاؤں۔ آخر جو میں چاہتا تھا۔ وہ میں نے پایا۔



محلِ چہارم

۱۰۔ ماہِ رمضان المبارک : حضرت اندر خلوت میں تھے اور میں دوستوں کے ہمراہ باہر منتظر تھا۔ اچانک حضور باہر تشریف لے آئے۔ ان کی بغل میں کچھ کاغذات تھے۔ میرے دل میں خیال گذرا۔ اس سے پہلے بہت کم اتفاق ہوا ہے کہ حضرت بغل میں کاغذات دبا کر تشریف لائے ہوں۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور اس نے قادر یہ سلسلہ میں بیعت کے لیے درخواست کی حضرت نے بغل سے کاغذات نکالے اور اسی سلسلہ کی راہ و رسم کے مطابق تعلیم دی اور اسے مرید بنالیا اور فرمایا۔ تم پر فرض ہے۔ سچ بولو۔ حلال کھاؤ اور ہر حالت میں اخلاص سے کام لو۔ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا ہے۔ دل کی اصلاح تقویٰ، توکل، توحید اور اخلاص سے ہوتی ہے اور اس کی خرابی ان چیزوں کے نہ ہونے سے ہوتی ہے۔ بعد میں حضرت احمد کھڑے ہوئے اور دوستوں کو رخصت کیا اور خود بانچہ میں ٹہلنے لگے۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ وہ پنجاب کا رہنے والا تھا اس نے بہت سیر و سیاحت کی تھی۔ جس طرح سفر سے پہلے اس میں بری عادتیں تھیں اسی طرح سفر کے بعد بھی وہ بری عادتوں میں مبتلا رہا۔ اسے اپنے سفر و سیاحت پر بڑا ناز تھا۔ وہ آگے بڑھ کر آداب بجالایا۔ حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ حضرت غوث الثقلین نے سفر کے متعلق فرمایا ہے۔ مومن کا سفر بُرے خصائل سے نیک خصائل کی طرف ہے۔ خواہ وطن میں ہو یا وطن سے باہر۔ اس شخص نے کہا کہ اب بھی میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کل رات میں مخدوم پیر علی جویریؒ کے مزار پر گیا۔ مزار پر بوسہ دیا اور فاتحہ پڑھی۔ میں وہیں مزار پر ٹہر کر سو گیا لیکن میں نے اپنی دعا کے متعلق خواب میں کچھ نہ دیکھا۔ حضرت نے کہا۔ غوث الثقلین نے فرمایا ہے۔ قبروں کی زیارت کرو لیکن بوسہ نہ دو اور نہ قبر سے ٹیک لگاؤ۔ کیونکہ یہ یہودیوں کی عادت ہے۔ صرف فاتحہ پڑھو اور وہ اس طریق پر۔ پہلے سورۃ فاتحہ بعد میں سورۃ اخلاص گیارہ بار۔ پھر قرآن سے جو کچھ یاد ہو پڑھو۔ اگر سورۃ یٰسین پڑھو تو بہتر ہے۔ اس کا ثواب صاحبِ قبر کو

بخشہ جب تک کوئی صاحبِ تصرف و مقلم توجہ نہ کرے اور حکم نہ دے۔ دعا کا نتیجہ نمودار نہیں ہوتا۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا ہے۔ رب العزت کی بارگاہ میں دعا مانگ کر مالوس نہ ہو۔ قبولیت دعا کے لیے انتظار کرو۔ پھر اس سیاح سے مخاطب ہو کر کہا، تو نے شریعتِ نبویؐ پر عمل نہیں کیا۔ اس لیے تم نے کچھ نہیں دیکھا۔ پھر زبان مبارک سے یہ شعر پڑھا :

حسن دعا می تو گر مستجاب نیست مکن زبان تو دیگر و دل دگر دعا چہ کند
 احسن اگر تیری دعا قبول نہیں ہوتی تو رنجیدہ نہ ہو۔ تمہاری زبان اور تمہارا
 دل ایک نہیں۔ اس لیے دعا کیسے قبول ہو !

سیاح کا نام حسن خاں تھا۔



محلِ خبم

۱۹۔ ماہِ مذکور میں شرفیاب ہو کر خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت نے اس خاکسار کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ جو شخص اپنی عقل سے دھوکا کھاتا ہے۔ وہ نفسانی اور شیطانی وسوسوں کی وجہ سے شریعت کی اطاعت سے روگرداں ہو جاتا ہے۔ جو اپنی ناقص عقل پر مغرور ہوتا ہے۔ وہ سعادت سے محروم ہوتا ہے۔ عقلِ خدائی کاموں میں عاجز ہے۔ عقل کا دار و مدار قیاس پر ہے اور خدا قیاس سے سمجھ میں نہیں آتا۔ خدا کی حیثیت قانون پر ہے نہ قیاس پر۔ مخلوق کی عقل عاجز ہے۔ عقل اس لیے پیدا کی گئی ہے تاکہ ہم جانیں کہ خدا اور انبیاء کی اطاعت و پیروی کیسے کرنی چاہیے۔ پھر فرمایا اللہ نے عقل کو ایک صفت میں پیدا کیا ہے۔ پھر اس سے کہا۔ اگے آ۔ وہ آئی۔ پھر کہا۔ پیچھے جا۔ وہ چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ مجھے اپنی عزت و مبالغہ کی قسم۔ میں نے کائنات میں تجھ سے افضل کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ تجھی کو دیتا ہوں، تجھی سے لیتا ہوں اور تجھی سے حساب لیتا ہوں اور تجھی سے عذاب لیتا ہوں۔ اس بات کے حق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بندوں میں دو چیزیں پیدا کی ہیں یعنی امر و نہی اور ان دونوں کا انحصار عقل پر ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ **فَاتَّقُوا آلَ الْاَبَابِ** (اے عقل والو! اللہ سے ڈرو) اسی آیت میں ایک شخص آیا۔ وہ اس نظریے کے خلاف باتیں کرنے لگا۔ اس نے کہا: جوابات عقل کے نقطہ نظر سے صحیح نظر آئے۔ اس پر محل کرنا چاہیے۔ پیغمبر اور مشائخ کی پیروی کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کا فرمان ہے۔ اللہ کی اطاعت کرو۔ اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور حاکموں کی اطاعت کرو۔ اہل ذکر سے پوچھو۔ اگر تمہیں اس بات کا علم نہیں ملے اگر کوئی شخص مجتہد نہیں ہے۔ اسے یقیناً مجتہد کی پیروی کرنی چاہیے۔ ورنہ وہ قصور وار ہوگا۔ اگر تمام حاکموں کا انحصار عقل پر ہوتا تو بڑی سیلانی ہوتا اور انبیاء کا بھیجنا یہ فائدہ ہوتا۔ وہ

کتنا نادان ہے جو پیغمبر کی اطاعت سے منحرف ہو کر اپنی ناقص عقل پر اعتماد کرتا ہے۔ معبر کتابوں میں مرقوم ہے (جس کا کوئی مرشد نہ ہو۔ اس کام شدا بلین ہے) مَنْ كَيْسَ لَهُ شَيْعَةٌ فَشَيْخَةُ ابْلِيسَ۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا ہے۔ نبی کی اطاعت کرو بلفظ صالحین کے طریق کے مطابق اور بدعت نہ کرو عقل ناقص کی ترغیب پر صحیح توبہ کے بعد پہلا قدم اعمال نبی اکرم پر استقامت ہے۔ دوسرا قدم احوال پیغمبر پر استقامت ہے۔ تیسرا قدم احوال کی دریافت ہے اور یہ روح کی صفت ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

سغن النجا کہ از خدا دانی است لاف دانش دلیل نادانی است

(اصل بات تو خدا دانی کی ہے۔ اپنی دہائی کی ڈھینگیں مارنا نادانی کی دلیل ہے)

یہ باتیں سن کر وہ شخص سعادت ازل کے طفیل حضرت کے سامنے تائب ہوا۔ اسی آثار میں ایک اور شخص آیا۔ اس نے کہا۔ حضور! میں بہت پریشان و مضطرب ہوں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری حاجت بر لائے۔ حضرت نے کہا۔ حضرت غوث الثقلین نے فرمایا ہے۔ ہر شخص اپنی حاجت کے لیے صلوٰۃ الیٰ حاجات پڑھے۔ اسی ترتیب سے نیا وضو کرے۔ اللہ کے لیے دو رکعت نماز ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ دوسری رکعت میں قَاتِلِکُمُ الْکُفْرَ الْکَافِرِ کے بعد اَمِنْ التَّوَسُّلِ سے لے کر آخر تک پڑھے۔ سلام کے بعد یہ دعا پڑھے : اَللّٰهُمَّ يَا مُؤْنِسُ كُلِّ وَجِيْدٍ ، يَا صَاحِبَ كُلِّ فَرِيْدٍ ، يَا قَرِيْبًا غَيْرَ بَعِيْدٍ ، يَا شَاهِدًا غَيْرَ غَائِبٍ ، يَا غَالِبًا غَيْرَ مَغْلُوْبٍ . اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ التَّوَحُّدِ التَّوْحِيْدِ الَّذِي لَا تَأْخُذُ سَنَةً وَلَا نَعْمَ . اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ التَّوْحُّدِ التَّوْحِيْدِ الَّذِي عَنَتِ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتِ الْاَسْمَاوَاتُ وَوَجَلَتْ لَهٗ الْقُلُوْبُ اَنْ تَصْلِيَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَنْ تَجْعَلَ اِلٰیَّ مِنْ اَمْرِیْ فَرْجًا وَخُرْجًا وَتُعْضِيْ حَاجَتِيْ) (اے اللہ! تو ہر ایک کاموں سے ہے۔ تو ہر تنہا کا ساتھی ہے۔ تو قریب ہے۔ دور نہیں۔ تو حاضر ہے غائب نہیں۔ تو غالب ہے مغلوب نہیں میں تیرا

نام لے کر تجھ سے استدعا کرتا ہوں (اللہ وہ ہے جو رحمن و رحیم ہے جسے اونگھ آتی ہے نہ نیند) اے خدا! تیرے نام کے ساتھ تجھ سے دعا مانگتا ہوں (وہ اللہ جو رحمن و رحیم ہے حتیٰ و قیوم ہے جس کے سامنے چہرے ڈھیلے پڑتے ہیں۔ آوازیں کمزور ہو جاتی ہیں اور دل سہم جاتے ہیں) محمدؐ اور آل محمدؑ پر برکت نازل کر میرے کام میں کشادگی پیدا کر۔ مصیبت سے رہائی عطا کر اور میری حاجت پوری کر (اس کے بعد ایک ہزار ایک مرتبہ یا نور النور یا مَذْبَرِ المَوْتِ، بَلِّغْ عَنِّي مَرْفُوحٌ مُحَمَّدٌ تَجْعَلُهُ وَسَلَامًا پڑھے۔ زمین پر سو جائے اور بار بار صلوات الحاجات پڑھے۔ خدائے پاک و برتر اس کی حاجت پوری کرے گا۔ پھر فرمایا حضرت نفوس الثقلین نے فرمایا ہے کہ جب بندہ مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ وہ پہلے اس مصیبت کو دور کرنے کے لیے خود کو کشش کرتا ہے۔ جب تکلیف دور نہیں ہوتی تو اسے دور کرنے کے لیے مخلوق خدا سے مدد لیتا ہے۔ جب وہاں سے مشکل حل نہیں ہوتی تو خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور غیر حق سے منہ موڑتا ہے اور حق کی بارگاہ میں گریہ زاری کرتا ہے جب پھر بھی مصیبت دور نہیں ہوتی تو خلق کی طرف رجوع کرتا ہے اور کسی سبب کی تلاش کرتا ہے لیکن کامیاب نہیں ہوتا۔ آخر درگاہ خداوندی میں عجز و نیاز سے سر رکھ دیتا ہے اور غیر حق سے بالکل کٹ جاتا ہے۔ وہ ہر فعل کو حق کا فعل جانتا ہے اور موعہ کی طرح یقین کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی فاعل حقیقی نہیں۔ اس کے بعد اس کے دل سے خدشات دور ہو جاتے ہیں۔ دل مطمئن ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔

اندریں دائرہ دیارِ یکسیت انہ النافع و النافع یکسیت

اس کائنات میں وہی قائم و دائم ہے اور وہی نفع دینے والا اور نقصان پہنچانے والا ہے (حق تعالیٰ بعض سعادت مندوں کو اسی طریق پر چلا تا ہے اور ان کی حاجت روائی کرتا ہے)

محل ششم

۲۰۔ ماہ رمضان المبارک۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا رفع حاجات کے لیے حضرت نوٹ الثقلین سے کسی طرح توسل پیدا کرنا چاہیے۔ فرمایا دو رکعت نماز ادا کرے پہلی رکعت میں فاستح کے بعد سورۃ قل یا ایہا الکفرۃن گیارہ بار پڑھے۔ سلام کے بعد پیغمبر پر گیارہ بار درود بھیجے۔ قلب کی طرف رخ کر کے گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر گیارہ بار حضور قلب سے کہے۔ یا شیدۃ سب القادر جیلانی شیئاً لہ اور اپنی حاجت بیان کرے اور حضرت کی نیاز قبول کرے۔ پھر بیٹھ جائے۔ ایک ہزار ایک بار شرائط کے ساتھ ہم عظم پڑھے۔ گیارہ دن یا رات تک یہ وظیفہ جاری رکھے۔ اگر چہ گیارہ دنوں سے پہلے ہی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ پھر بھی گیارہ روز کی زیادہ سے زیادہ حد ہے۔ میرے دل میں یہ خیال آیا۔ مجھے بھی ایک سخت مشکل درپیش ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اس پر عمل کروں خیال آتے ہی فرمایا۔ ہم نے اجازت دے دی ہے۔ آداب و شرائط کے مطابق میں نے اس رات اس پر عمل کیا۔ خدائے پاک و بزرگ نے اپنے فضل و کرم سے میری حاجت پوری کر دی۔ اس رات میں نے خواب میں دیکھا۔ ہم ایک جگہ کھڑے ہیں۔ بہت سے بزرگ ہاں بیٹھے ہیں۔ ایک شخص نظر آیا۔ جس کی شکل جناب حضور سے ملتی جلتی تھی۔ سب بزرگ اس کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے وہ بزرگ سب کو چھو کر آگے چل دیا۔ ایسا معلوم ہوا تھا ایک گنا جنک ہے جس میں وہ داخل ہو گئے۔ یہ خاکسار بھی قدم بہ قدم ان کے پیچھے چلتا گیا۔ اچانک ایک نورانی مکان ظاہر ہوا۔ وہ بزرگ اس کے اندر گئے اور مراقبہ کے طریق پر یاد حق میں کھو گئے۔ مجھ پر خوف طاری ہوا کہ اب مجھ پر کیا گزرے گی اور میں کیسے واپس جاؤں گا۔ اسی اشار میں وہ مراقبے سے فارغ ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ اس خاکسار کو قبل میں لیا اور فرمایا۔ مت ڈرو۔ بڑی شفقت سے پیش آئے

اور فرمایا :

آنچہ مازان جان جانسا دیدہ و دانستہ ایم

بہر گفتن نیست بہر دیدن و دانستن است

(ہم نے جو اس جانِ جانناں کے متعلق دیکھا اور جانا ہے۔ وہ بیان کرنے کے لیے نہیں۔ صرف دیکھنے اور جاننے کے لیے ہے)

انہوں نے فرمایا۔ تو نے مجاز کو پڑھا ہے حقیقت کو پڑھو۔ میں نے عرض کیا حقیقت کا طریقہ بتائیے تاکہ اس طرح پڑھوں۔ انہوں نے فرمایا۔ اس کو ابوالمعالی سے سیکھو جب میں نیند سے بیدار ہوا۔ اپنی شکل کو میں نے اسی وقت حل ہوا پایا۔ صبح کے وقت میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی تعظیم سجالائے۔ فرمایا۔ رات حضرت توحا الثقلین نے تم پر بڑی شفقت کی۔ میں نے عرض کیا :

من کہ با شتم کہ بر آں حسا طر عا طر گذرم۔

لطفاً میکنی اہی خاک درت تاج سرم

(میں کون ہوں جو تیرے عالی مرتبت دل میں جگہ پاؤں۔ تو ہی اپنی عنایت کرتا ہے۔ تیرے آستانے کی خاک میرے سر کا تاج ہے)

میں نے اپنی حاجت بیان کی۔ انہوں نے فرمایا حقیقت اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ جب اللہ کے فضل و کرم سے یہ دو چیزیں میسر آجائیں۔ پہلی خلق سے فنا، دوسری ہو او ہوس سے فنا۔ فنا خلق سے مراد لوگوں سے دوری اور ان چیزوں سے ناامیدی جو ان کے اختیار میں ہیں اور فنا ہوس سے مراد ہر قسم کے نفع حاصل کرنے سے تعلق توڑنا ہے۔ بعد میں مجھے اسم اعظم پڑھنے کا طریقہ سکھایا۔ حصول مدعا کے لیے مزید وہ حقائق بیان کیے جن کا جاننا ضروری تھا۔ اسی اشار میں ایک شخص قد مبہوی کے لیے حاضر ہوا۔ اس نے کہا۔ میں مدتوں سے اس شریر نفس کی وجہ سے شیطانی ہواد ہوس میں مبتلا تھا۔ کل جامع مسجد

کے راستے میں میں نے حضور کا پُر نور چہرہ دیکھا۔ تب سے میرا دل انسانی لذتوں سے بیزار ہو گیا۔ اور میں اپنے کیے پر پشیمان ہوا ہوں۔ اب میں خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ توبہ کروں جس طرح آپ حکم دیں گے۔ اس پر انشاء اللہ عمل پیرا ہوں گا۔ اس نے دوبارہ توبہ کی۔ حضور نے فرمایا: ہفت غوث الثقلین کا ارشاد ہے کہ کوشش کر کہ تو مظلوم ستم دیدہ ہے نہ کہ ظالم۔ نیک نیت کے بغیر تو نہ کوئی لقمہ کھائے نہ کوئی قدم اٹھائے اور نہ کوئی کام کرے۔ پھر فرمایا:

بھوک، خاموشی، خلوت اور تقویٰ سے مراد ترکِ گناہ ہے اور مراقبہ سے مراد اعضاء کی حفاظت ہے۔ دائم ذکر کے پابند رہو تاکہ وہ بے اختیار جاری رہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ عالِ زیرِ ناف سے لمبی سانس لے اور اَللّٰہُ شروع کرے۔ ماسوائے اللہ کے نفی کرے یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود مقصود و موجود نہ جانے۔ سانس دائیں کندھے تک لے جائے اس کا مطلب یہ کہ اس نے غیر حق کو دل سے نکال دیا اور پس پشت پھینک دیا پھر سانس لے اور اَللّٰہُ سے دل پر سخت ضرب لگائے۔ فتنائے مقصود حاصل کرنے کے لیے وہ سمجھے اور غور کرے کہ خدائے واجب الوجود میرا مقصود و معبود ہے۔ دل میں اس کا خیال اس قدر راسخ کرے کہ جس وقت دل میں نگاہ کرے۔ اسے حاضر پائے یعنی اسے حق کی یاد میں مشغول پائے۔ پھر فرمایا۔ آدمی کی طلب بچے کے کمتر تو نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ کسی چیز کو مانگتا ہوا سو جاتا ہے تو جاگتے ہی پھر وہی چیز مانگتا ہے۔ طالب کے لیے خواب میں اور بیداری میں محبوب کا خیال دل سے دور نہیں ہوتا چاہیے۔

نہ پنداری کہ مہرت از دل عاشق رود و نہ گداز

جو میرد مبتلا میرد چو خیسندہ مبتلا خیزد

اکیا تو خیال کرتا ہے کہ عاشق کے دل سے تیری محبت نکل جاتی ہے نہیں! وہ

مرا ہے تو اسی کے عشق میں، جیلتا ہے تو اسی کے عشق میں،

محلِ مہتمم

۲۳ ماہ رمضان المبارک۔ میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ایک شخص ملک عرب سے آیا بڑے جوش و خلوص سے ملا۔ میرے دل میں گزرا۔ میں نے اس شخص کو پہلے کبھی نہیں دیکھا اس کی اس خصوصی ملاقات سے مجھے تعجب ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ جناب آپ یہاں کب تشریف لائے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ خاموش رہو۔ اس سے کہا۔ تو اپنا تذعیان کر۔ اس نے عرض کیا حضور جانتے ہیں کہ میں اس ملک میں اجنبی ہوں اور نیا نیا آیا ہوں بعض مجھے تکلیف دیتے ہیں بعض مجھ سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ میرے دل میں محبت و نفرت پیدا ہوتی ہے۔ میں دعا کرتا سیفی پر عامل ہوں جو شخص مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔ عنایتِ خداوندی سے میں اسے دور کر سکتا ہوں اور جو شخص مجھ پر مہربانی کرتا ہے۔ اللہ کے فضل سے میں اس کی ترقی و تحصیلِ ثناء کے لیے کوشش کر سکتا ہوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ حقیقت سے آشنا ہو جاؤں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ صاحبِ ولایت سے یہ بات سمجھوں تو بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس موضوع پر غوث الثقلین کے ارشادات کا اس طرح ترجمہ کر دیا ہے۔ اگر تجھے تسلیم کام تہ حاصل ہو تو سب کچھ خدا کے حوالے کر دے اور اس کے حضور اپنے آپ کو فراموش کر دے۔ اگر تو اپنے آپ کو فراموش کر دے۔ اگر تو اپنے آپ کو بالکل گم کر دے تو درحقیقت تیرا یہی کمال ہے اور ایسے غوث الثقلین کے ارشادات یہ ہیں :

گرفتہ در دل ترا بغضی کسی	عرض کن فعلش بشرع حق بسی
گر یقین دانی کی مغفوض خداست	نیت با شرع رسول است راست
مرجا اہلاً و سہلاً با قبول	متفق گشتی بحق ہم بارسل
در بود فعلش ہمہ مقبول بحق	تو ز بغض می نمای جامہ شوق

الحق ای باطل ماسوائی بود ای باز مردان حسد ای بود ای،
 تو بہ کن از بعضی میخواہ از خدا دوستی او بجمع باصفا
 باز گرد ای جیایزین رہروی دشمن او ماصی حق می شوی
 تا موافق با حسدا باشی مدام رحمتی جساوید یابی والسلام
 فعل و حال وقیل و قال و ہمتش زن بمعیار کتاب و شتش
 ہمچنین حسب کسی یا بی بدل شو خدا را از ہوامی خود گسل
 گر بود محبوب محبوبش بار و بود مبغوض مبغوضش شمار
 تا نباشد حسب و لغزش از ہوا باشد از بہر خدائی و مصطفی
 شو موافق با حسد ای یا ہوا شو مخالف با ہوامی با حسدا
 زانکہ ماموری باین ای مرد را ہمچنین رو ورنہ می افتی سچا
 الہوی را تتبع یا رخصت بخوا قد یضلک عن سبیل اللہ بلبل

اگر تیرے دل میں کسی کے خلاف نفرت پیدا ہو تو اس کے فعل کو شریعت حق کے
 سامنے پیش کر، اگر تو جانتا ہے کہ خدا کا بھی اس پر غضب ہے تو ہو سکتا ہے کہ تمہارے
 خیال میں ایسا ہو اور شریعت کی رو سے ایسا نہ ہو۔ شاباش و آفرین تجھ پر تم نے دل و
 جان سے خدا اور رسول کی اطاعت کی۔ اگر اس کا فعل خدا کے ہاں مقبول ہے تو تو
 خواہ خواہ بغض کی وجہ سے اپنے کپڑے پھاڑ رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ یا تو باطل کا داعی ہے
 یا مردان حق میں سے ہے۔ بغض سے تو بہ کر اور خلوص دل سے اس کی دوستی کی آرزو کر۔
 اے بے حیا تو اس حرکت سے باز آ۔ اس کا دشمن خدا کا نافرمان ہے۔ اگر احکامِ خدا
 کے مطابق عمل کرے تو تو رحمتِ جاوید کا سزاوار ہوگا۔ اُس کے قول و فعل اور ارادے کو
 کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھ۔

اسی طرح اگر تو اپنے دل میں کسی کے لیے محبت پائے تو اپنے دل سے ہوا دھوس

کو نکال دے۔

اگر وہ محبت کے لائق ہے تو اسے محبوب رکھ۔ اگر وہ نفرت کے لائق ہے تو اس سے نفرت کر۔

اگر محبت و نفرت میں ہوس کا شائبہ نہ ہو تو وہ خدا اور رسول کی رضا کے لیے ہوتی ہے۔ خدا کے احکام کے مطابق عمل کر اور خدا کی معیت میں ہوا و ہوس کا مخالف ہو۔ اسے سالک تو چونکہ اس کام کے لیے مامور ہے۔ اس لیے اسی راستے پر چل۔ ورنہ کنویں میں گر پڑے گا۔

اللہ سے مدد مانگ۔ ہوا و ہوس کے پیچھے نہ چل۔ ورنہ تو اللہ کی راہ سے بھٹک جائے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک دن رسالت پناہ کہیں جا رہے تھے۔ صدیق اکبرؓ بھی ہمراہ تھے۔ کفار قبیلہ کے ایک سردار نے صدیق اکبرؓ کو دیکھا تو گالیاں دینے لگا۔ حضرت صدیقؓ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور خاموش رہے۔ رسول اکرمؐ نے اپنے سر سے پگڑی اتاری اور صدیق کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ جب کچھ وقت گزر گیا تو صدیق اکبرؓ نے اس کے جواب میں کوئی بات کہی۔ حضرت رسالت پناہ نے فوراً سر پر پگڑی رکھی اور روانہ ہو گئے۔ صدیقؓ بھی ان کے پیچھے چل پڑے اور اس کارنامہ دریافت کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جب وہ یہودہ باتیں کہہ رہے تھے اور تو خاموش تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس پر لعنت برس رہی ہے اور تجھ پر رحمت۔ میں نے بھی رحمت کے لیے اپنا سر ننگا کر لیا۔ جب تم نے اس کا جواب دینا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ رحمت ٹک گئی ہے۔ میں ڈر گیا۔ ایسا نہ ہو کہ تو مزید جواب دینے لگ جائے اور اس جگہ بھی لعنت برنا شروع ہو جائے۔ اس لیے میں نے اعتراض کیا اور وہاں سے چل پڑا۔

نشو تیرہ، باصفا باشش

لائق رحمت خدا باشش

غربتی گر کنی بدست گو یہ

در کنی صبر بر جفا ی کسان

(غریبی اگر کوئی شخص تجھے بُرا کہے تو ناراض نہ ہو بلکہ دل صاف کر)
 (اگر تو لوگوں کے ستم پر صبر کرے تو رحمت خداوندی کا مستحق ہوگا)

پھر فرمایا کہ شیخ محی الدین عربی سے روایت ہے کہ ایک مجذوب اہل حال ماہ رمضان کے آخری دن دمشق میں ظاہر ہوا۔ وہ راستے میں بیٹھا۔ کوئی چیز کھا رہا تھا۔ اچانک شہر کا مکتب جو جامع مسجد کا مؤذن بھی تھا۔ ادھر آ نکلا۔ اس نے مجذوب کو ڈایا دھمکایا اور چلا گیا کچھ وقت کے بعد جب مؤذن نے اذان کی تو مجذوب نے بھی آواز سنی۔ پوچھا یہ کس کی آواز ہے اسے بتایا گیا۔ یہ اسی کی آواز ہے جس نے تجھے ڈانٹا تھا۔ اس نے کہا۔ یہ شخص تیرا اور تیرے دوست کا نام لیتا ہے۔ میں نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ اس نے بھولے سے جو گستاخی کی ہے اس کے لیے اسے سزا دے۔ دوسرے روز ماہ شوال کی پہلی تاریخ تھی۔ سب اعزاء اور ملازمین سے مبارکباد کے لیے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ سب کے ساتھ شفقت و کرم سے پیش آیا۔ جب بادشاہ کی نظر اس مؤذن پر پڑی تو وہ برہم ہوا اور اسے باہر نکال دیا جنہیں حیران ہوئے کہ اس مؤذن سے کیا قصور کیا جو بادشاہ کی ناراضی کا سبب بنا۔ لیکن مؤذن سمجھ گیا کہ یہ ناراضی اس عارف آقا و دل کی وجہ سے ہے۔ وہ مجذوب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بحر دینار سے اپنی گستاخی کی معافی مانگی۔ مجذوب نے کہا۔ میں نے تجھے پہلے ہی معاف کر دیا تھا۔ مگر نہ تم دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دیکھتے کہ تمہیں کیا سزا ملتی۔ اپنے گھر جاؤ۔ بادشاہ لطف و کرم سے دیکھے گا۔ اسی وقت بادشاہ نے مؤذن کو بلا کر خلعت عطا کیا اور خدمت خواہ ہوا۔ یہ قصہ بیان کرنے کے بعد حضرت اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب کو جانے کی اجازت دی۔ عربی نے کہا۔ میرے لیے کیا حکم ہے۔ فرمایا۔ تمہاری والدہ عین میں تجھے بہت یاد کرتی ہے اور تیرے لیے روتی ہے۔ تم اس طرف جلد روانہ ہو جاؤ۔

جب تک تو پیر کی محبت حاصل نہیں کرتا اور ایک ہی طرف توجہ نہیں کرتا تو کچھ حاصل نہیں کر سکے گا۔ پہلے سب کچھ دل سے باہر نکال دے۔

میں دوسرے دن صبح خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس بات کو بھی نہ کیلے
مسکراتے ہوئے یہ شعر پڑھا ہے

غریبی ہر چہ بجز دوست بود و رازداز مذہب اہل دلاست بسا رہیا
اغریبی دوست کے علاوہ ہر چیز کو دور بھینک دے۔ دل والوں کا طریق اپنے آپ
کو ہر بوجھ سے ہلکا رکھنا ہے)

میرے دل سے تمام دوسرے جاتے رہے اور ان کی محبت کا دلولہ پیدا ہوا۔ الحمد للہ
علیٰ ذالک۔

اسی آثار میں بہت عالی کے متعلق ذکر شروع ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنا
بہت کاموں کو پسند کرتا ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے :

دوست میدار و خداوند جہاں بہتت عالی طلب کن امی جوان
(مالک جہاں بہت عالی کو پسند کرتا ہے۔ اس لیے اسے جوان اس کی آند کر)
بہتت عالی حُسنِ اجویں بود ترکِ غیرش کردہ بیکروبی بود
(بہتت عالی تلاش حق ہے۔ غیر کو ترک کرنے سے یک جہتی حاصل ہوتی ہے)

ہر کہ روی خود سوی ذیسا نہاد آتشِ حسدِ مش کند اورا ساد
(جس نے اپنا رخ دنیا کی طرف کیا حسد کی آگ نے اسے رکھنا دیا)

آنکہ باعقبی ہمیدارد سری میشود از کیمیای او نری
(جو شخص آخست کا خیال رکھتا ہے۔ وہ اس کی کیمیا سے سنا بن جاتا ہے)

آنکہ دائم ہمتش مولا بود گوہر بی قیمت و یکتا بود
(وہ شخص جس کا ہمت نامی ہمت ہمیشہ مولا ہوتا ہے۔ وہ لاثانی بے بہا گوہر بن جاتا ہے)

چوں توحیدِ خدا باشد فنا قیمت اورا کہ داند جس نے خدا
(جب وہ توحیدِ خدا میں فنا ہو جاتا ہے۔ خدا کے سوا اس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا)

از خدا آیتوانی روز و شب اسی معالی ہمت عالی طلب

(اے معالی! رات دن، جہاں تک ہو سکے خدا سے ہمت عالی کی دمانگ)

حضرت نے ملا نظام الدین کاتب کی طرف رخ کر کے بیان کیا۔ یمن میں ایک ڈاروش تھا۔ اہل عرب میں سے بعض صحرا نشین اس کے مقتد ہو گئے۔ وہ اس کے مرید ہونا چاہتے تھے۔ لیکن اس کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے تھے بعض نے عرض کیا۔ اگر اجازت ہو تو آپ کی اولاد میں سے یا درویشوں میں سے کوئی ایک مرید بندے۔ بزرگ نے کہا۔ مرید بنانا اور تلقین کرنا ایک امانت ہے اور یہ بڑا اہم کام ہے۔ جہاں کہیں تواتر رسول اکرم کا خلیفہ قائم رہے گا۔ یہ دولت باقی رہے گی۔ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ (کسی قوم میں پیکار وجود امت میں بجا کی طرح ہے) اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جب تک سالک نے شریعت و طریقت و حقیقت کے مراحل طے نہ کیے ہوں۔ پتھر اور بزرگان سلف کی طرف سے اجازت نہ ہو۔ ایک شیخ حق آگاہ اس اہم کام کی اجازت کب دے سکتا ہے۔

سالما بر دند مردان سے انتظار تا یکی را بار شد زان صد ہزار

(مردوں نے سالہا سال تک انتظار کیا۔ پھر کسی لاکھوں میں ایک کو اجازت ملی)

اگر سالک نے یہ تینوں مراحل طے نہ کیے ہوں اور شیخ اسے اجازت نہ دے تو وہ خیانت کار نہیاں پذیر ہو گا۔ صحرا نشینوں میں سے جو مرید ہونا چاہتا ہے اور وہ حاضر نہیں ہو سکتا۔ وہ اس بات کا اعلان کرے کہ وہ غائبانہ بیعت کرے گا تو ہم مرید بنا لیں گے اور ہم کے مطابق جو مناسب ہو گا بھیج دیں گے۔ چنانچہ دن جس دن رسول اکرم بیعت لے رہے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان موجود نہ تھے۔ ایک جماعت نے اپنے آپ کو عثمان کا نائب پیش کیا اور بیعت کی۔ اس بزرگ نے کہا۔ بعض جاہل نادان اس کی بالکل پروا نہیں کرتے اور دنیاوی طمع کی خاطر انسانی اغراض کے لیے یہ پیشہ اختیار کرتے ہیں اور عام مسلمانوں کے ایمان کو لٹٹے ہیں۔ وہ آخرت کی گیر و دار سے نہیں ڈرتے اور نہ انہیں اپنی جان

کے ضیاع کا خوف ہے۔ میں یہ سب کچھ خود غرضی کی بنا پر نہیں کہہ رہا۔ بلکہ جس کام کے لیے میں مامور ہوں وہ کہہ رہا ہوں۔ اس بات کو وہی شخص سمجھتا ہے جو قلبِ سلیم رکھتا ہے۔ یہ باتیں سن کر سب درویشوں نے توبہ کی۔

حضرت نے نظام الدین کاتب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حضرت غوث الثقلین کا ارشاد ہے کہ سالک دل سے دنیا کی محبت نائل کرنے کی کوشش کرے۔ تمام علائقِ دنیوی سے منقطع ہو جائے اور صدق و اخلاص کے ساتھ خدا سے محبت کرے اور کسی چیز کی آرزو نہ کرے۔ اور روز بروز اپنے ظہور پر ترقی کرتا جائے۔ بعد میں حضرت نے یہ اشعار پڑھے۔

بیشق کوش دلا از برای مال منال مال بنیجر آست میل مال و منال
(اے دل عشق کے لیے کوشش کر اور مال کے لیے بے تاب نہ ہو۔ مال و متاع کی چاہت نا (انوں کا کام ہے)

مباش در پی مال و منال باش مدلم ترا ز عاشقی و عشق ترا ز حسن و جمال

(مال و متاع کے پیچھے نہ لگ۔ ہمیشہ عشق و عاشقی کی زینت اور حسن و جمال کا راز بست)

چو غربتی سرور صرف میتوان کرد براہِ اہل کمال از برای کسب کمال

(اہل کمال کی راہ میں کمال حاصل کرنے کے لیے غربتی کی طرح سر اور مال قربان کرنا چاہیے)

ایک شخص حاضر ہوا۔ اس نے کہا بعض مشائخ نے مریدوں کو منع کیا ہے کہ دوسرے شیخ کے پاس نہ بیٹھیں۔ منع کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا۔ ممکن ہے۔ بقول الصبیح تو اثرِ محبت کا اثر ہوتا ہے) اس کا دل دوسری جانب لگ جائے اور اپنے شیخ کا مرتبہ اس کی نظر سے گر جائے اور دوسرے کو اپنا مرشد بنا لے۔ بعض بزرگانِ طریقت کی نگاہ میں یہ روحانی ارتداد ہے اور دوری۔ انتظاری کی ایک صورت ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

یک دل داری بس است یک دوست ترا

(تیرے پاس ایک دل ہے۔ بس تیرے لیے ایک دوست کافی ہے)

اسی اثناء میں ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کیا کہ چند دنوں سے جن درپے آ رہا ہوں۔

نہ کھانے دیتے ہیں نہ بیٹھنے اور نہ سونے۔ بار بار نہایت کے لوگ اسے گھر والوں پر پھینکتے ہیں۔ کنکر پتھر مارتے ہیں۔ وہیں لاہور کے اکثر درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کسی سے تدارک نہیں ہو سکا۔ کئی مرتبہ راتوں کو درویش یہاں آکر بٹھڑے۔ ان کو بھی نقصان پہنچا۔ حضرت نے حاجی حسین سے کہا۔ جاؤ۔ حویلی میں بلند آواز سے کہو۔ فقیر ابو المعالی مکتا ہے۔ انکاس کے بعد تم نے کسی قسم کا نقصان پہنچایا تو سزا پاؤ گے۔ حاجی حسین نے جا کر اسی طرح کہا۔ اسی وقت جتنوں کا نشان ملک نہ رہا۔

حضرت نے فرمایا۔ بزرگوں سے روایت ہے کہ اگر درویش ہزار سال سلوک کی راہ پر چلے اور اس کے دل میں یہ خیال گذرے کہ اس کی جتہ جہد قبول ہو گئی ہے تو وہ شخص جاہ طلب ہے۔ مرد طلب نہیں۔ تان نظام الدین روتا ہوا پاؤں پر گر پڑا اور دوبارہ تائب ہوا۔ حضرت نے اس پر نوازش کی اور اندر تشریف لے گئے۔



محل ہشتم

۲۸ ماہ رمضان المبارک حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملا ابراہیم، درویش علی، حاجی حسین حافظ، ملا نظام کاتب، ملا عصمت اور صلحاء و فضلا موجود تھے۔ ایک شخص محمود نامی آیا۔ اس نے عرض کیا کہ میں وہ شخص ہوں جو چودہ کی رات کو حسین کے گھر میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ دوسرے دن عصر کے وقت ملا حسین منورہ بھی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ اتنا عرصہ کہاں رہے۔ اس نے کہا۔ عیاں لاچہ بیان۔ اس وقت ایک اور شخص موجود تھا۔ اس نے کہا۔ ایک مہینے سے میرا ہمسایہ مجھے تنگ کر رہا ہے۔ حضرت تھوڑے عرصے کے لیے خاموش رہے۔ پھر ملا حسین منورہ کو مخاطب کر کے کہا۔ روئے الادارہ مطالعہ کرو اور اس پر عمل کرو۔ ممکن ہے خدا نے بزرگ و برتر اپنی معرفت عطا کرے اور غیر سے مٹائی بخشے۔ اس نے کہا۔ میرے پاس روئے الادارہ نہیں ہے۔ حضرت نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ تمہیں دے گا۔

اسی آثار میں ایک عالم شخص آیا۔ اس نے ایک ایونی مجذوب کی تعریف کی اور بتایا کہ ولی ہے اور قطب وقت ہے۔ اس سے بہت سی کلمات ظاہر ہوئی ہیں۔ ہم میں چشم بصیرت نہیں ہم اس کی تحقیق چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ولی وہ شخص ہے جو ذات و صفات الہی کا عارف ہو۔ خدا میں الہی کا پابند ہو۔ گناہوں سے بچتا ہو۔ شہوات سے پرہیز کرتا ہو۔ اب تم خود سمجھ لو۔ میرے بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بات سب کو معلوم ہے اگر کسی اطاعت گزار شخص سے کوئی خلاف عادت کلام واقع ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ اگر ریاضت و اطاعت کا اظہار مقصود نہ ہو تو اسے شجبہ کہتے ہیں۔ اگر غیر تابع سنت سے خلاف عادت کام صادر ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں۔ اگر کسی مومن سے صادر ہو اور کسی معصیت سے نہایت کا

سبب ہو تو یہ معونت ہے۔ تفصیل کی زیادہ ضرورت نہیں۔ یہ باتیں اعزاکے کتابوں میں مذکور ہیں۔ مجذوب وہ ہے جو یک نخت حق میں جذب ہو جائے اور عنایت الہی سے تمام مقامات متھوڑی مدت میں طے کر لے۔ یہ دیوانے ہیں۔ ان سے خلاف عادات واقعات ظہور میں آتے ہیں۔ بعد میں اس نے عرض کیا۔ مجھے بڑی سخت مشکل پیش آئی ہے۔ حضرت سے حاجت برآری کے لیے درخواست کرتا ہوں۔ خدا میری مشکل آسان کرے۔ انہوں نے فرمایا۔ حضرت غوث الثقلین کا ارشاد ہے۔ جو شخص اس وطن کے کو جمعہ کے روز پڑھنا شروع کرے۔ ہر روز ہزار بار پڑھے۔ دوسرے جمعہ تک۔ خداوند تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتے ہیں :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالصًا مَخْلَصًا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صَادِقًا مُصَدِّقًا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَقًّا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبَدًا أَبَدًا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ پھر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور سب کو رخصت کیا لیکن خاکسار سے کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ میں وہاں موجود تھا کہ ہسٹنگی سے ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا۔ میں چودھویں رات کو کریم الدین کے ساتھ حسین گھر میں ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے کہا۔ پورا جا بیان کرو۔ اس نے کہا۔ حسین گھر کے قریب ایک کنول بھرا آلا ب تھا۔ چودھویں رات کو حضور کشتی میں بیٹھے سیر کر رہے تھے۔ میں نے ساری رات طلوع آفتاب تک ان کی خدمت میں گزار دی۔ میں اجازت لے کر منورہ میں ملا حسین کے پاس پہنچا۔ چونکہ وہ نیند کی حالت میں تھا۔ اس نے مجھے پوچھا۔ کیا جا رہے ہیں۔ میں نے بتایا۔ میں نے ساری رات بیداری میں حسین گھر میں حضرت کی خدمت میں گزار دی اور ان سے عجیب و غریب نکات سنے۔ انہوں نے غوث الثقلین کے گیارہ اشعار کا ترجمہ کیا۔ اس نے کہا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ حضرت تو ساری رات دیا کے کنارے پر تھے۔ ہم نے دوستوں کے ساتھ ساری رات وہاں گزار دی۔ اس کے بعد ہم حیرت زدہ ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ ایک شخص کو مخاطب ہو کر فرما رہے تھے۔ شیخ عبد اللہ تشری بالکمال اولیاء میں سے ہیں۔ روایت ہے کہ ایک حاجی ان کے مرید کے پاس آیا اور

اس نے بتایا کہ ہم فلاں دن عرفات میں تمام دن شیخ عبد اللہ تشری کی خدمت میں تھے اور ہم نے یکجہ وقت گزارا۔ اس نے کہا۔ تعجب کی بات ہے۔ اس دن تو شیخ مجھ سے باہر نہیں نکلے اور سچم سارا دن ان کی خدمت میں گزارا۔ دونوں حیران ہو کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے کہا۔ کیا تمہیں اللہ کی قدرت پر ایمان ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ شیخ نے کہا۔ خدا کی قدرت سے یہ بات کیا بعید ہے اور فرمایا۔ آفتاب ایک ہی ہے سب لوگ سب جگہ دیکھتے ہیں کہ وہ ان کے سر پر ہے۔ اگر خدا ایک بندے کو اس طرح دکھائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ حضرت دوبارہ باہر تشریف لائے اور وہ شخص بھی جو ہمسایہ کے خلاف شکایت کر رہا تھا۔ موجود تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص ہمسایہ کی ایذا رسانی پر مصر کرے خدا تعالیٰ جلد ہی اس کو ظالم پر مسلط کر دیتا ہے۔ دنیا سے ہی اس کا دانہ پانی اٹھا لیتا ہے اور اس کے گھر پر صابر شخص کا تصرف کر دیتا ہے۔ تھوڑے عرصے کے بعد اس شخص کا آدمی دوڑا ہوا آیا۔ اس نے بتایا۔ وہ ہمسایہ جو تکلیف دیتا تھا۔ ابھی ابھی کوٹھے سے گر پڑا اور ہلاک ہو گیا ہے۔ اس کے گھر والے تجیز و تکفین کے لیے اس کا گھر گرور کہہ رہے ہیں۔ وہ شخص حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور صرید ہو گیا۔ سب کو رخصت کیا۔ جب وہ اندر تشریف لے گئے تو میں بنا باہر بیٹھا تھا۔ اچانک ایک نورانی پر حقانی شخص ظاہر ہوا۔ اس کے آتے ہی حضرت باہر تشریف لے آئے۔ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشے میں جا بیٹھے۔ میں بھی آہستہ آہستہ ان کے پیچھے جا بیٹھا۔ وہ باتیں کر رہے تھے اور لطف لے رہے تھے۔ کبھی مجھ لوں کی طرح کھلکھلا اٹھتے تھے اور کبھی ابرو مبارک کی طرح آنکھوں سے قطرے گرنے لگتے تھے۔ پھر میں اس پر نورانی نے جیب سے کاغذ نکالا اور حضرت کو دکھایا۔ انہوں نے کاغذ کو چوما اور آنکھوں پر رکھا۔ پھر انہوں نے تسبیح نکالی۔ اس کی بڑی تعظیم کی۔ اسے چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ بعد میں سرگوشی میں باتیں کرتے ہوئے اس خاکسار کو بلایا اور اس مرد نورانی کے قدموں پر ڈال دیا۔ پھر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ نورانی شخص چل دیے اور نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے حضرت

سے دریافت کیا۔ وہ شخص کمن تھے اور وہ کاغذ اور تسبیح کس سے تعلق رکھتے تھے۔ فرمایا۔ وہ شخص شاہ جمال اللہ نمبر۶ حضرت غوث الثقلین ولد شاہ عبدالرزاق تھے۔ ایک دن حضرت غوث الثقلین وضو کر رہے تھے کہ شاہ جمال اللہ آگئے۔ اپنے پاس بلایا۔ اپنا اعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور کہا۔ اے بیٹا۔ خدائے بزرگ نے تمہیں لمبی عمر عطا کی ہے۔ تم ہمیشہ اپنی زبان کو ذکر حق سے تر رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عمر دیا بخشتی ہے۔ وہ دنیا میں سیر کرتے ہیں۔ تمام اولیاء سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو گنہگار میں رکھنا چاہتے ہیں تاکہ انہیں کوئی نہ پہچانے۔ اللہ تعالیٰ جس کو تہ قبلت عطا کرتا ہے۔ ان کو اس کے سر پر لے آتا ہے۔ اس کاغذ پر حضرت غوث الثقلینؒ کے دستخط تھے۔ یہ کاغذ انہوں نے خود کچھ کر دیا ہوا تھا۔ تاکہ تبرکاً اسے حفاظت سے رکھیں اور یہ تسبیح حضرت غوث الثقلینؒ کی ہمتی میں نے پوچھا حضرت اس کاغذ پر کیا لکھا ہوا تھا۔ فرمایا۔ اس کا مضمون یہ تھا :

علم پڑھ اور اس پر عمل کر اور لوگوں کے کام آ۔ کسی کو بُرائی سے یاد نہ کر۔ ہمارے جانشین کو کترم و محترم رکھ۔ اپنے اخلاق کو قائم رکھ۔ ہر روز قرآن پڑھ۔ اور طریقت میں مُردوں کے تین گروہ ہیں۔ محقق، مدعی اور سہل پڑھنے والے۔ محقق وہ ہیں جن کی باتوں سے نور پیدا ہے مدعی وہ ہے جس کی باتوں سے بے وقاری ظاہر ہوتی ہے۔ سہل پڑھنے والوں کی باتوں سے بگاڑی ظاہر ہوتی ہے۔ حقیقت کی بنیاد شریعت پر ہے۔ شریعت حقیقت کے بغیر بیکار ہے اور حقیقت شریعت کے بغیر بیکار ہے۔ انہوں نے اس طرح کے اور حقائق بیان کیے۔ اسی اشارہ میں محبت کے متعلق بات شروع ہوئی۔ فرمایا۔ خدا کی محبت تمام مقامات کا مقنا ہے۔ خدا کی محبت سے سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے۔ جب محبت کمال کو پہنچی ہے تو عشق بن جاتی ہے جو شخص اللہ کے دیا کی خواہش کرتا ہے۔ اللہ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے۔ محبت بندہ کو خدا تک پہنچاتی ہے۔ اس لحاظ سے محبت طریقت کے لیے فرض ہے۔ محبت کی دنیا میں وفا و جفا اور منع و احکام برابر ہیں۔ محبت نہ تو وفا سے بڑھتی ہے اور نہ جفا سے کم ہوتی ہے۔

سعدی بھگتا ترک محبت نتوان کرد بردہ بنشینم اگر از حسنا نہ برانند
(سعدی جو بد و فاسد سے محبت ترک نہیں کی جاسکتی، اگر وہ گھر سے باہر نکالتے
ہیں تو دروازے پر بیٹھ جاتا ہوں،

خدا کی محبت حاصل کرنے کے بہت طریقے ہیں۔ لیکن بہتر اور آسان یہ ہے کہ اپنے
پیر کی محبت دل میں ماسخ کرے۔ اس سے اللہ کی محبت جلد دل میں سمیٹہ ہوتی ہے اور جلد
میتیرا آتی ہے۔

چوں تو ذات پر خود کرمی قبول ہم خدایت اندر آمد ہم رسولؐ
(جب تو نے ذات پیر کو اپنے اندر سمولیا تو تیرے اندر خدا بھی آگیا اور رسول بھی)
پھر فرمایا۔ رسولؐ خدا کا ارشاد ہے۔ ہر شخص اپنی خواہش کے مطابق اٹھایا جائے گا۔
جو کفار سے محبت رکھتا ہے۔ وہ کفار سے اٹھایا جائے گا اور اس کے اعمال اسے کچھ فائدہ
نہیں دیں گے۔ یہ حدیث بدور السافرو فی امور الآخرة میں منقول ہے۔ جس شخص کی محبت
پیغمبرؐ اور اس کے تابعین کے ساتھ ہوگی۔ وہ آخرت میں ان کے ساتھ اٹھے گا۔ حضرت اپنی
زبان سے بار بار یہ شعر دہرا رہے تھے۔

ای خدای من مرا انجم کار زندہ و مردہ بعشق پیر دار
(اے میرے خدا آخر کار مجھے اپنے پیرومرشد کے عشق میں زندہ رکھ اور اسی
کے عشق میں موت دے،

انہوں نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے یہ بڑی دولت استحقاق کی بنا پر عطا کی اسی اثناء
میں مولوی حسن عابد کا خط موصول ہوا۔ اس میں لکھا ہوا تھا،
اسی تمام زہد و تقویٰ کے باوجود وہ تمہاری مست آنکھوں سے ایک
عابد فریب غمزہ کی تیار رکھتا ہے۔

اے شاہ تو کاہ رہا ہے اور حسن کاہ ہے۔ تو اپنی طرف کھینچنے والا ہے۔ وہ

تمہاری طرف کھینچ رہا ہے۔

اے ماہِ رُخ۔ تو ہماری جان و ایمان ہے۔ ہم نے اپنا حال اشارۂ تمہیں بتایا ہے۔

کفر کافر کے لیے اور دین دیندار کے لیے مبارک ہو۔ دلِ عطار کے لیے ذرہ بھر عشق کافی ہے۔

خط میں اور بھی بہت سی باتیں لکھی تھیں۔ حاشیے میں اس خاکسار کے لیے دعا کی تھی اور یہ اشعار تحریر کیے تھے۔

اسی برہنمِ گلِ حاصنہ غائبانہ زادِ ستگیر

ز انکو دستِ حاضران از غایبان کو تا دنیست

(اے مرشد تو بنیم وصال میں حاضر ہے۔ غائب افراد کا ہاتھ پکڑ۔ کیونکہ حاضر اشخاص کا ہاتھ غائبوں سے چھوٹا نہیں ہوتا)

چو با حبیب نشین و بادہ پیمائی بیاد آر محبتاں بادہ پیمارا

(جب تو دوست کے ساتھ بیٹھے اور شراب پیے تو اپنے شراب پینے والے

ساتھیوں کو بھی یاد کر)

خط میں یہ بھی درخواست کی گئی تھی کہ اس بہشتِ رامحل کے متعلق جو کچھ آپ نے

لکھا ہو۔ خط لانے والے کے ہاتھ عنایت فرمائیں۔ شیخ حسن پر انہوں نے تیری عنایت فرمائی اور

کہا۔ الحمد للہ۔ حق تعالیٰ نے پر دستگیر کی عنایت سے تمہیں یہ بڑی دولت عطا کی ہے۔ اس

سے رشتوں کا درجہ بلند ہو گیا ہے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان دوستی و محبت استوار ہو گئی

ہے۔ اے خدا اس محبت میں اضافہ کر۔ عابد نے عرض کیا کہ مولوی حسن کے خط کا جواب

مرحمت ہو۔ حضرت نے دوات و قلم منگوائی اور لکھا۔

اے اعلیٰ اخلاق کے مالک اور صاحبِ عظمت۔ خدا اپنے فیضِ لازالی سے تیری

استعانت فرمائے۔

اے وہ عالم کے ہشیاروں میں پسندیدہ اور وادیِ نحو کے مرستوں میں فاضل ہے اور وہ جو اسرارِ عالیٰ تنزیہی اور اس کی صداقت سے آگاہ ہوا۔ وہ ہزاروں تحین و تلاش کا مستحق ہے۔ حقائق کی مشکلات سے پردہ اٹھانے والی دعائیں اس کے لیے مخصوص ہیں۔

(۱) المبدور المسافر فی امور الآخرة۔ مؤلفہ جلیل الدین عبدالرحمن السیوطی، آیات و احادیث کی رو سے حشر و نشر و جنت و دوزخ کا بیان۔

آپ پر واجب ہے کہ صداقت کی ذیل میں جو کچھ تحریر ہوا۔ اسے حاصل کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں اور جو کچھ دُور کی صورت میں نظر آتا ہے۔ اسے غائرِ توجہ سے دور فرمائیں۔ والسلام۔ حاشیہ پر لکھا ہے۔

فرزندِ حقیقی، نورِ بصیرتِ حقیقی محمد باقر دستانہ سلام عرض کرتا ہے۔

ہر آن نامہ کنزِ یارِ جانی بود طربِ نامہٴ زندگانی بود
(وہ خط جو یارِ جانی کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ گویا زندگی کا طرب نامہ ہے)

میری مراد حاصل ہوئی۔ حضرت اسٹے اور خلوت میں تشریف لے گئے۔ الحمد للہ رب

العالمین علیٰ ذالک۔

میں نے آٹھوں مغللوں کا نام ہشت مغل رکھا۔ یہ نسخہ شریفیہ ۲۴ شوال ۱۰۸۸ھ کو تمام ہوا۔ چونکہ یہ نسخہ ہندوستان کی طرف روانہ ہونے کے وقت دستیاب ہوا۔ اس لیے اس کا کچھ حصہ خواجہ عبداللطیف اور کچھ حصہ فقیر تاج محمد نے لکھا اور فرزند سید المرسلین سید محمد صالح کی بے پناہ بخایت و نوازش سے حاصل ہوا۔



اشاریہ

- آدمؑ، حضرت : ۲۹
 اصطفیٰ : ۳۶
 ابراہیمؑ، علیہ السلام : ۱۱۰، ۷۳
 ابن عربیؒ، مکی الدین : ۱۰۵، ۶۹
 ابن مقفع : ۳۷
 ابوالعالیٰ شاہ : ۱۹، ۱۷، ۱۱، ۸، ۷، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۱۹
 ۲۸، ۳۱، ۳۰، ۲۸، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰
 ۸۱، ۵۱، ۴۹، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰
 ۶۱، ۵۷، ۵۶، ۱۰۴، ۱۰۳، ۹۳، ۹۱، ۸۷، ۸۶، ۸۳
 ۱۰۹، ۱۰۸
 ابوبقیدہؓ، حضرت : ۳۴
 ابوبکر صدیقؓ، حضرت : ۱۰۴، ۶۹، ۳۴
 ابوالحسن : ۱۳
 احمد بنی : ۳۱
 اسد الدین : دیکھیں ابوالعالیٰ شاہ
 الہداد، سید : ۱۳
 ایوبؑ، حضرت : ۳۰
 بابا شاعر نیازی : ۱۴
 بایزید بسطامی : ۳۸، ۳۶
 بساطی : ۳۶
 بنفشہ : ۳۷
 بنالیؑ، علیہ السلام : ۳۷، ۳۶
 برصی سینا : ۹۴، ۹۳
 بہیقی : ۳۶
 بی بی ہدیہ : ۳۷
 پیر میراں : ۴۰
 تاج محمد : ۱۱۶، ۷۸
 تقی الدین احمد، سید : ۱۲
 جبریلؑ، حضرت : ۳۷
 جعفر صادقؑ، امام : ۳۸
 جلال الدین، سید : ۱۳، ۱۱
 جلال الدین جہانیاں جہان گشت، مخدوم : ۳۱
 جلال الدین عبدالرحمن سیوطی : ۱۱۶
 جمال الشہ : بغیرہ حضرت غوث الاعظم : ۱۱۳، ۷۵
 جمال، شیخ : ۸۲، ۵۲
 جنیدؒ : ۴۰، ۳۶
 جنین دین ملک : ۲۵
 حاجی حسین، حافظ : ۸۴، ۷۳، ۷۲، ۵۴، ۵۳
 ۱۱۰، ۱۰۹، ۸۶
 حافظ : ۲۹
 حبیب فخری : ۳۷
 حاتم بن ثابت : ۲۹
 حسنؑ، حضرت : ۳۷
 حسن، مولوی : ۱۱۵، ۸۴، ۵۳
 حسن بصری : ۳۶
 حسن خلیل، تیار : ۹۵، ۶۱
 حسن، شیخ : ۱۱۵، ۷۷
 حسینؑ، حضرت : ۳۷

عبدالقادر جیلانیؒ، سید، غوث اشدقین، غوث الاعظم

محمی الدین : ۸، ۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۸، ۳۹

۴۰، ۴۱، ۴۳، ۴۵، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۵، ۵۶

۵۴، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶

۶۸، ۶۹، ۷۴، ۷۵، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۷

۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۷، ۹۸، ۹۹

۱۰۲، ۱۰۸، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۵

عبدالقادر ثانی، شیخ : ۵۷، ۹۰

عبدالقادر بربایونی : ۱۱، ۱۹

عبدالرزاق، شیخ : ۵۷

عبدالوہاب، سید : ۸

عبدالوہاب، شیخ : ۱۳

عبدالرحمن جامی : ۳۱، ۳۷

عبدالحق محدث دہلوی، شیخ : ۷۷، ۱۱۵، ۱۸۷

عبدالله حاجی، ۵۷، ۵۸، ۹۰، ۹۱

عبدالله تستری، شیخ : ۷۴، ۱۱۱، ۱۱۲

عبداللطیف، سید : ۱۲

عبداللطیف، خواجہ : ۷۸، ۱۱۶

عبدالحمید لاہوری : ۱۲

عبدالرشید : ۴۴

عبدالغفور، مولانا : ۲۰

عثمانؒ، حضرت : ۷۱، ۷۷، ۱۰۷

عصمت طاہ : ۷۳، ۱۱۰

عطار : ۳۸، ۴۰

علیؒ، حضرت : ۳۶، ۳۷

علی بن حسین واعظ کاشفی : ۳۱

عمرؒ، حضرت : ۳۴

حسین، طاہ : ۷۳، ۱۱۰

حفصہؓ، حضرت : ۳۴

حوا، حضرت : ۲۹

خدیجہؓ، حضرت : ۳۴

خسرو، خواجہ : ۳۷

خیر الدین : ابوالعالی شاہ

داراشکوہ : ۲۳

داؤد کرمانیؒ، سید : ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۲۲، ۲۳

۲۹

رابعہ : ۳۶

رحمت اللہ، سید : ۱۱، ۱۳

رودکی : ۳۷

رومی : ۲۹

سعد اللہ، سید : ۱۳

سعدی : ۳۷، ۳۸، ۵۷، ۵۸، ۹۰، ۹۱، ۱۴۱

سلطان مخفی : ۳۷

سلمیٰ نسیم : ۳۷

سنائی : ۳۶

سہل : ۴۰

سید محمد : ۴۴

سیسی : ۳۶

شبلی : ۳۶، ۴۰

شیخؒ، حضرت : ۳۰

صفی الدین آدم : ۱۲

صہیب : ۳۱

ظہور الدین احمد، ڈاکٹر : ۷۸، ۷۹، ۷۹

عائشہ صدیقہؓ، حضرت : ۲۳، ۳۴، ۳۵

عزیز شیخ : ۲۰

غزوتی : دیکھیں ابوالعالی ہشاہ

غلام سرور ، مؤلف حلیۃ الاولیاء : ۱۱، ۱۲

خالصہ : ۱۳

فتح اللہ ہستید : ۱۱، ۱۲، ۱۳

فردوسی : ۳۴

فیضی ، مکتب اشعار : ۱۴، ۲۰، ۲۱

فیض اللہ باقی ، میر : ۱۱، ۱۲، ۱۳

قادر بن نعمان : ۲۳

کاظم علی : ۱۲، ۱۳

کاہی : ۳۶

کرم الدین : ۴۴، ۱۱۱

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، رسول اللہ ، رسول اکرم ،

رحمۃ للعالمین : ۲۵، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳

۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷

۶۳، ۶۹، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹

۱۰۴، ۱۰۵

محمد باقر ہستید : ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴

۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹

محمد صالح ہستید : ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸

محمد امین ، حدیث : ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸

محمد عارف : ۵۱، ۸۱

محمد کاشف : ۵۱، ۸۲

محمد شیبیں مغربی : ۴۰

محمد مبارک ہستید شیخ : ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵

۵۲

محمد صادق

محمد ہارون ہستید : ۱۳

محمد عزتی : ۱۱

محمد رشید : ۱۳

محمود : ۴۳، ۱۱۰

مستی ، دیکھیں ابوالعالی ہشاہ

معاویہ ، حضرت : ۳۶، ۳۸

منصور عباسی ، خلیفہ : ۳۸

منصور حلاج : ۲۶

مولوی پاک شہید : ۱۸

میان میر : ۱۳

میر کشی : ۳۶

میر ظلی : ۳۶

نجم الدین : ۳۶

نظام الدین ، شیخ : ۴۰

نظام الدین ، ملا ، کاتب : ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵

۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰

نظامی : ۳۴

نعمت اللہ ، حق : ۲۳، ۲۴

نہانی زبیدی : ۳۴

نیازی بخاری ، ملا : ۳۶

یوسف ، حضرت : ۲۲



اسلاميك بلك فاونڊيشن

مؤسسہ انتشارات اسلامي
اسلامي علوم و فنون کا تحقیقی و اشاعتی ادارہ

شمالی سول	یوسف نبھانی
سیرت سول	ساجد الرحمن
صحیفہ نور	عزیز حاصیلوری
طواسین	ابن حلاج
کتاب اللع	ابونصر سراج
فصوص الحکم	ابن العرب
فتح الغیب	عبد القادر جیلانی
خلاۃ المغافر	امام یافعی
کشف المحجوب	شیخ علی ہجویری
تفسیر	امام کلاباذی
الاورد	ہمایون الدین زکریا
آداب المبریدین	ضیاء الدین سہروردی
رواح	عبد الرحمن جامی
صد میدان	عبد اللہ انصاری
انفاس العالین	شاہ ولی اللہ
الطاف اللطس	شاہ ولی اللہ
ہشت محل	شاہ ابوالمظاہر
مرآت العائقین	شمس الدین سیالوی
مکتوبات	خواجہ معصوم سہروردی
وصایا	شہاب الدین سہروردی
ابدالیہ	یعقوب چرخ

سیر الاولیاء	محمد مبارک کرمانی
نظارہ برار	محمد غوث شطاری
منائب المومنین	محمد الدین سلیمانی
حدیث الاولیاء	غلام سرور لاہوری
خزینۃ الاصفیاء	غلام سرور لاہوری
مدینۃ الاولیاء	محمد دین حکیم
شیخ عبدالقادر جیلانی	فاروق قادری
شیخ علی بن عثمان ہجویری	نسیم چوہدری
سلطان السنہ	مفت اجپوری
خواجہ فرید الدین گنج شکر	خلیق نظام
فرید الدین گنج شکر	جعفر قاسمی
خواجہ سلیمان ترمذی	ڈاکٹر محمد حسین
ہوا محض	غلام نظام الدین
حسین بن منصور حلاج	لوفی یاسی نوید
مقامات سلطان بابا	احمد سعید مدنی
فاضلی انوار الہی	فضل شاہ قطب اللہ
تصرف اسلام	عبد اللہ دریا بادی
دعوت ارواح	ارشاد قادری

بیاری اور اس کا دعائی طالع مبارک
اقبال اور تصرف ڈاک
اقبال اور ابن حلاج ڈاک

2092
H
97.

